سُوْرَةُ النَّحْلِ

سُوْرَةُ النَّحْلِ ۱۶ مَكِّيَّةٌ	بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ	اٰيَاتُهَا ۱۲۸ رُكُوْعَاتُهَا ۱۶
سورہ نحل مکہ میں نازل ہوئی۔ اس میں	شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے	ایک سو اٹھائیس آیتیں اور سولہ رکوع ہیں

اَتٰۤى اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ (۱) يُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ

آ پہنچا حکم اللہ کا سو اُس کی جلدی مت کرو ف۱ وہ پاک ہے اور برتر ہے انکے شریک بتلانے سے ف۲ اُتارتا ہے فرشتوں کو ف۳ بھید دے کر ف۴ اپنے حکم

اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖۤ اَنْ اَنْذِرُوْۤا اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاتَّقُوْنِ (۲) خَلَقَ السَّمٰوٰتِ

سے جس پر چاہے اپنے بندوں میں ف۵ کہ خبردار کردو کہ کسی کی بندگی نہیں سوا میرے سو مجھ سے ڈرو ف۶ بنائے آسمان

وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ تَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ (۳) خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ (۴)

اور زمین ٹھیک ٹھیک وہ برتر ہے انکے شریک بتلانے سے ف۷ بنایا آدمی کو ایک بوند سے پھر جبھی ہوگیا جھگڑا کرنے والا بولنے والا ف۸

وَالْاَنْعَامَ خَلَقَهَا ۚ لَكُمْ فِيْهَا دِفْءٌ وَّمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ (۵) وَلَكُمْ فِيْهَا جَمَالٌ حِيْنَ

اور چوپائے بنا دیے تمہارے واسطے اُن میں جڑاول ہے اور کتنے فائدے اور بعضوں کو کھاتے ہو ف۹ اور تم کو اُن سے عزت ہے جب

تُرِيْحُوْنَ وَحِيْنَ تَسْرَحُوْنَ (۶) وَتَحْمِلُ اَثْقَالَكُمْ اِلٰى بَلَدٍ لَّمْ تَكُوْنُوْا بٰلِغِيْهِ اِلَّا بِشِقِّ

شام کو چرا کر لاتے ہو اور جب چرانے لیجاتے ہو ف۱۰ اور اٹھا لے چلتے ہیں بوجھ تمہارے اُن شہروں تک کہ تم نہ پہنچتے وہاں مگر جان مار

الْاَنْفُسِ ؕ اِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ (۷)

کر بیشک تمہارا رب بڑا شفقت کرنیوالا مہربان ہے ف۱۱

(۱) **اللہ کا حکم آچکا ہے** یعنی خدا کا یہ حکم کہ "پیغمبر علیہ السلام کی جماعت غالب و منصور اور حق کے مخالف مغلوب و ذلیل ہونگے۔ جنہیں دنیا میں مسلمان مجاہدین کے ہاتھوں اور آخرت میں براہ راست احکم الحاکمین کے دربار سے شرک و کفر کی سزا ملے گی" اس حکم کے وقوع کا وقت قریب آپہنچا۔ اور قیامت کی گھڑی بھی دور نہیں ہے۔ جس چیز کا آنا یقینی ہو اُسے آئی ہوئی سمجھنا چاہئے۔ پھر جلدی مچانے کی کیا ضرورت ہے کفار ازراہ تکذیب و استہزاء کہا کرتے تھے کہ جس عذاب یا قیامت کے آنے کا تم وعدہ کرتے ہو۔ وہ جلد کیوں نہیں آجاتا۔ انہیں متنبہ فرمایا کہ تمہارے ایسا کہنے سے وہ ٹلنے والا نہیں۔ بلکہ حتمی اور یقینی طور پر جلد آیا چاہتا ہے جس قدر دیر لگ رہی ہے وہ بھی ایک طرح سے تمہارے حق میں مفید ہے ممکن ہے بعض کو اصلاح و توبہ کی توفیق ملجائے۔ وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ وَلَوْلَاۤ اَجَلٌ مُّسَمًّى لَّجَآءَهُمُ الْعَذَابُ (عنکبوت رکوع ۵) يَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مُشْفِقُوْنَ مِنْهَا وَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهَا الْحَقُّ۔ (شوریٰ رکوع ۲)

(۲) یعنی جب حق کا غالب ہونا اور کفر و شرک پر سزا ملنا یقینی ہے تو توحید کی راہ اختیار کرو اور مشرکانہ طور و طریق سے علیحدہ ہو جاؤ۔ جنہیں تم

Brought To You By www.e-iqra.info

خدائی کا شریک ٹھہراتے ہو اُن میں سے کوئی خدا کے حکم کو ٹال نہیں سکتا نہ عذاب الٰہی کو روک سکتا ہے۔

(۳) یعنی فرشتوں کی جنس میں سے بعض کو جیسے حضرت جبریل علیہ السلام یا حفظۃ الوحی، جن کی طرف "فَاِنَّهٗ یَسْلُكُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَ مِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا" (جن رکوع ۲) میں اشارہ کیا ہے۔

(۴) یہاں "روح" سے مراد وحی الٰہی ہے جو خدا کی طرف سے پیغمبروں کی طرف غیر مرئی طریق پر بطور ایک بھید کے آتی ہے۔ چنانچہ دوسری جگہ فرمایا "یُلْقِی الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ" (المومن رکوع ۲) ایک جگہ قرآن کی نسبت فرمایا "وَ كَذٰلِكَ اَوْحَیْنَاۤ اِلَیْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا۔" (شوریٰ رکوع ۵) قرآن یا وحی الٰہی کو "روح" سے تعبیر فرمانے میں یہ اشارہ ہے کہ جس طرح مادی اجسام کو نفخ روح سے ظاہری حیات حاصل ہوتی ہے، اسی طرح جو قلوب جہل وضلال کی بیماریوں سے مردہ ہو چکے تھے وہ وحی الٰہی کی روح پاکر زندہ ہو جاتے ہیں۔

(۵) **انبیاء کی بعثت** وہ بندے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ جن کو خدا تعالیٰ ساری مخلوق میں سے اپنی حکمت کے موافق اپنے کامل اختیار سے چن لیتا ہے۔ "اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ" (انعام رکوع ۱۵) "اَللّٰهُ یَصْطَفِیْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّ مِنَ النَّاسِ" (الحج رکوع ۱۰)

(۶) یعنی توحید کی تعلیم، شرک کا رد اور تقویٰ کی طرف دعوت، یہ ہمیشہ سے تمام انبیاء علیہم السلام کا مشترکہ و متفقہ نصب العین (مشن) رہا ہے گویا اثبات توحید کی یہ نقلی دلیل ہوئی۔ آگے عقلی دلائل بیان کی جاتی ہیں۔

(۷) **زمین و آسمان میں توحید کے دلائل** یعنی زمین و آسمان کا نظام ایسا درست و استوار بنایا ہے جسے دیکھ کر لامحالہ یقین کرنا پڑتا ہے کہ تمام کائنات کا سلسلہ صرف ایک ہی مالک مختار کے ہاتھ میں ہونا چاہیئے۔ اگر کئی با اختیار خداؤں کے ہاتھوں میں باگ ہوتی تو یہ محکم انتظام و انضباط اتنی مدت تک ہرگز قائم نہ رہتا ضرور آپس میں ٹکر ہو جاتی۔ بلکہ کئی آزاد خداؤں کی کشمکش باہمی سرے سے اس نظام عالم کو موجود ہی نہ ہونے دیتی۔ "لَوْ كَانَ فِیْهِمَاۤ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا" (انبیاء رکوع ۲) "اِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ اِلٰهٍۭ بِمَا خَلَقَ وَ لَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلٰی بَعْضٍ" (المومنون رکوع ۵)

(۸) **تخلیق انسان میں اللہ کی نشانیاں** یعنی علویات و سفلیات کا انتظام درست کر کے تم کو پیدا کیا۔ تم خود اپنی خلقت میں غور کرو تو حق تعالیٰ کی عجیب و غریب صنعت و قدرت کا سبق ملیگا۔ تمہاری اصل کیا تھی؟ ایک قطرہ بے جان، جس میں نہ حس و حرکت تھی نہ شعور و ارادہ، نہ وہ بات کرنے کے قابل تھا کہ کسی معاملہ میں جھگڑ کر اپنا حق منوا دے یا دوسروں پر غالب آجائے۔ اب دیکھو حق تعالیٰ نے اسی قطرہ ناچیز کو کیا سے کیا بنا دیا۔ کیسی عجیب صورت عطا کی۔ اور کیسی اعلیٰ قوتیں اور کمالات اُس پر فائض کیئے جو ایک حرف بولنے پر قادر نہ تھا وہ کیسے لیکچر دینے لگا جس میں ادنیٰ حس و حرکت نہ تھی، اب کس طرح بات بات میں جھگڑے کرنے اور حجتیں نکالنے لگا۔ حتیٰ کہ بعض اوقات مخلوق سے گذر کر خالق کے مقابلہ میں خم ٹھونک کر کھڑا ہو گیا، یہ بھی یاد نہ رکھا کہ میری اصل کیا تھی اور کیسے یہ طاقت حاصل ہوئی۔ "اَوَ لَمْ یَرَ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِیْمٌ مُّبِیْنٌ وَ ضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّ نَسِیَ خَلْقَهٗ قَالَ مَنْ یُّحْیِ الْعِظَامَ وَ هِیَ رَمِیْمٌ، قُلْ یُحْیِیْهَا الَّذِیْۤ اَنْشَاَهَاۤ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَ هُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِیْمُ" (یٰس رکوع ۵)۔

(۹) **چوپایوں کی تخلیق میں دلائل** یعنی اُونٹ، گائے، بھیڑ، بکری، تمہارے لئے پیدا کیئے۔ ان میں سے بعض کے بال یا اُون وغیرہ سے کمبل، دُسّے، ڈیرے خیمے اور سردی سے بچنے کے لئے مختلف قسم کے لباس تیار کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ کسی کا دودھ پیا جاتا ہے۔ کسی کو ہل میں چلایا جاتا ہے۔ گھی، مکھن وغیرہ کی ساری افراط ان ہی جانوروں کی بدولت ہے۔ اُن کے چمڑے سے کیسے کیسے عمدہ اور بیش قیمت سامان تیار کیئے جاتے ہیں۔ جن جانوروں کا گوشت کھانے میں کوئی معتدبہ بدنی یا اخلاقی مضرت نہیں ہے اُن کا گوشت کھایا جاتا ہے، کتنے غریبوں کی شکم پروری اُس سے ہوتی ہے اور جو دوسری غذائیں ہم کھاتے ہیں اُن کی تیاری میں بھی اِن حیوانات کو کس قدر دخل ہے۔

(۱۰) جب ڈھور ڈنگر گھر میں بندھے کھڑے ہوں یا جنگل میں غائب ہوں، اُس وقت انعامِ الٰہی کا ایسا صاف مظاہرہ نہیں ہوتا۔ ہاں جب چرنے

Brought To You By www.e-iqra.info

ہوگی وہ مذکورہ بالا دلائل و بصائر میں غور کر کے حق تعالیٰ کی قدرت اور عظمت و جبروت پر ایمان لائیگا۔ اور توحید و تقویٰ کی سیدھی راہ چل کر بے کھٹکے خدا تک پہنچ جائیگا۔ لیکن جس کی عقل سیدھی نہیں، اُسے سیدھی سڑک پر چلنے کی توفیق کہاں ہو سکتی ہے۔ وہ ہمیشہ اہواء و اوہام کی پیچدار پگڈنڈیوں میں پڑا بھٹکتا رہے گا۔ "وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِیْلِهٖ (انعام رکوع ۱۹)

(۱۵) یعنی خدا کچھ اس بات سے عاجز نہیں تھا کہ ساری دنیا کو ایک ہی راہ پر لگا دیتا۔ لیکن اس کی حکمت مقتضی نہیں ہوئی کہ سب کو ایک ہی ڈھنگ اختیار کرنے پر مجبور کردے۔ جیسا کہ ہم پہلے متعدد مواقع میں اس کی تشریح کر چکے ہیں۔

(۱۶) یعنی پانی پینے کے قابل بنایا اور اُسی سے درخت، گھاس وغیرہ نباتات اُگائے جس سے تمہارے جانور چرتے ہیں۔

(۱۷) **پھلوں اور میووں کی تخلیق** یعنی ایک ہی پانی سے مختلف قسم کے پھل اور میوے اُگاتا رہتا ہے جن کی شکل و صورت، رنگ و بو، مزہ اور تاثیر ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہیں۔ اس میں غور کرنیوالوں کے لئے خدا کی قدرت کاملہ اور صنعت عجیبہ کا بڑا نشان ہے کہ ایک زمین اور ایک پانی سے کیسے رنگ برنگ کے پھول پھل پیدا ہوتے رہتے ہیں۔

(۱۸) رات اور دن برابر ایک دوسرے کے پیچھے لگے چلے آتے ہیں تا دنیا کا کاروبار چلے اور لوگ سکون و آرام حاصل کر سکیں۔ اسی طرح چاند سورج ایک معین نظام کے ماتحت نکلتے اور چھپتے رہتے ہیں۔ رات، دن کی آمد و شد اور شمس و قمر کے طلوع و غروب کے ساتھ انسانوں کے بیشمار فوائد وابستہ ہیں۔ بلکہ غور سے دیکھا جائے تو ان کے بدون انسان کی زندگی محال ہے۔ خدا تعالیٰ نے اپنے اقتدار کامل سے چاند سورج اور کل ستاروں کو ادنیٰ مزدوروں کی طرح ہمارے کاموں پر لگا رکھا ہے۔ مجال نہیں کہ ذرا سستی یا سرتابی کر سکیں۔ لیکن چونکہ رات دن اور چاند سورج سے بالکل صریح طور پر ہمارے کام متعلق ہیں اور دوسرے ستاروں سے ہمارے فوائد و مصالح کی وابستگی اس قدر واضح نہیں ہے، شاید اس لئے اُن کو جُدا کر کے دوسرے عنوان سے بیان فرمایا۔ واللہ اعلم۔

(۱۹) یعنی جس بلند و برتر ہستی نے آسمانی چیزوں کو تمہارے کام میں لگایا اُسی نے تمہارے فائدہ کے لئے زمین میں مختلف قسم کی مخلوقات پیدا کیں جو ماہیت، شکل و صورت، رنگ و بو اور منافع و خواص میں ایک دوسرے سے بالکل علیحدہ ہیں اس میں سب حیوانات، نباتات، جمادات بسائط و مرکبات شامل ہو گئے۔

وَهُوَ الَّذِیْ سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَاْكُلُوْا مِنْهُ لَحْمًا طَرِیًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْا مِنْهُ حِلْیَةً تَلْبَسُوْنَهَا ۚ وَتَرَى

اور وہی ہے جس نے کام میں لگا دیا دریا کو کہ کھاؤ اس میں سے گوشت تازہ اور نکالو اُس میں سے گہنا جو پہنتے ہو اور دیکھتا ہے تو

الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِیْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۴﴾ وَاَلْقٰى فِی الْاَرْضِ رَوَاسِیَ اَنْ

کشتیوں کو چلتی ہیں پانی پھاڑ کر اس میں ف۲۰ اور اس واسطے کہ تلاش کرو اسکے فضل سے اور تاکہ احسان مانو ف۲۱ اور رکھ دیئے زمین پر بوجھ کہ کبھی

تَمِیْدَ بِكُمْ وَاَنْهٰرًا وَّسُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۵﴾ وَعَلٰمٰتٍ ؕ وَبِالنَّجْمِ هُمْ یَهْتَدُوْنَ ﴿۱۶﴾ اَفَمَنْ یَّخْلُقُ

جھک پڑے تمکو لیکر ف۲۲ اور بنائیں ندیاں ف۲۳ اور راستے تاکہ تم راہ پاؤ ف۲۴ اور بنائیں علامتیں ف۲۵ اور ستاروں سے لوگ راہ پاتے ہیں ف۲۶ بھلا جو پیدا کرے

كَمَنْ لَّا یَخْلُقُ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَغَفُوْرٌ

برابر ہے اُس کے جو کچھ نہ پیدا کرے کیا تم سوچتے نہیں ف۲۷ اور اگر شمار کرو اللہ کی نعمتوں کو نہ پورا کر سکو گے اُن کو ف۲۸ بیشک اللہ بخشنے والا

رَّحِیْمٌ ﴿۱۸﴾ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا یَخْلُقُوْنَ

مہربان ہے ف۲۹ اور اللہ جانتا ہے جو تم چھپاتے ہو اور جو ظاہر کرتے ہو ف۳۰ اور جن کو پکارتے ہیں اللہ کے سوائے کچھ پیدا نہیں

لے دریا میں۔ لے پہاڑ۔ لے رکھیں۔

Brought To You By www.e-iqra.info

شَیْـًٔا وَّهُمْ یُخْلَقُوْنَ ﴿۲۰﴾ اَمْوَاتٌ غَیْرُ اَحْیَآءٍ ۚ وَمَا یَشْعُرُوْنَ ۙ اَیَّانَ یُبْعَثُوْنَ ﴿۲۱﴾

کرتے اور وہ خود پیدا کئے ہوئے ہیں ۳۱ مردے ہیں جن میں جان نہیں ۳۲ اور نہیں جانتے کب اٹھائے جائیں گے ۳۳

(۲۰) سمندر کی تسخیر اور اس کے منافع یعنی ایسے ٹھاٹھیں مارنے والے خوفناک سمندر کو بھی جس کے سامنے انسان ضعیف البنیان کی کچھ بساط نہیں تمہارے کام میں لگا دیا کہ اس میں بے تکلف مچھلی کا شکار کر کے نہایت لذیذ اور تر و تازہ گوشت حاصل کرتے ہو۔ اور اس کے بعض حصوں میں سے موتی اور مونگا نکالتے ہو جس کے قیمتی زیور تیار کئے جاتے ہیں بھلا سمندر کی موجوں کو دیکھو جن کے سامنے بڑے بڑے جہازوں کی ایک تنکے کی برابر حقیقت نہیں۔ لیکن ایک چھوٹی سی کشتی کس طرح ان موجوں کو چیرتی پھاڑتی چلی جاتی ہے، یہ خدا تعالیٰ کی قدرت کا نمونہ ہے کہ اُس نے انسان کو عقل دی اور ایسی چیزیں تیار کر لینے کی ترکیب سجھائی جن کے ذریعہ سے گویا سمندروں کو پایاب کر لیا گیا۔

(۲۱) یعنی جہازوں اور کشتیوں پر تجارتی مال لاد کر ایک ملک سے دوسرے ملک اور ایک برِاعظم سے دوسرے برِاعظم میں پہنچاؤ اور خدا کے فضل سے بڑی فراخ روزی حاصل کرو، پھر خدا کا احسان مان کر اُس کی نعمتوں کے شکر گذار رہو۔

(۲۲) پہاڑوں کی تخلیق کے فوائد یعنی خدا تعالیٰ نے زمین پر بھاری پہاڑ رکھ دیے۔ تا زمین اپنی اضطرابی حرکت سے تم کو لیکر بیٹھ نہ جائے۔ روایات و آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ زمین ابتدائے آفرینش میں مضطربانہ طور پر ہلتی اور کانپتی تھی۔ خدا تعالیٰ نے اُس میں پہاڑ پیدا کئے جن سے اُس کی کپکپی بند ہوئی۔ آج کل جدید سائنس نے بھی اقرار کیا ہے کہ پہاڑوں کا وجود بڑی حد تک زلزلوں کی کثرت سے مانع ہے۔ بہرحال زمین کی حرکت و سکون کا مسئلہ جو حکماء میں مختلف فیہ رہا ہے اس سے آیت کا نفیاً یا اثباتاً کچھ تعلق نہیں، کیونکہ پہاڑوں کے ذریعہ سے جس حرکت کو بند کیا ہے وہ یہ دائمی حرکت نہیں جس میں اختلاف ہو رہا ہے۔

(۲۳) یعنی ندیوں اور نہروں کا سرچشمہ کہیں پہاڑوں میں ہوتا ہے لیکن وہ میدانوں اور پہاڑوں کو قطع کرتی ہوئی سینکڑوں ہزاروں میل کی مسافت پر خدا کے حکم سے اُن بستیوں تک پہنچتی ہیں جن کا رزق اُن کے پانی سے متعلق کیا گیا ہے۔

(۲۴) یعنی ایک ملک سے دوسرے ملک میں جا سکو۔

(۲۵) یعنی پہاڑ، چشمے، درخت، ریت کے ٹیلے غرض مختلف قسم کی علامتیں قائم کر دی ہیں جن سے مسافروں کے قافلے ٹھیک راستہ کا سراغ نکال سکیں۔ میں نے خود بعض اعراب (بدوؤں) کو دیکھا کہ مٹی سونگھ کر راستہ کا پتہ لگا لیتے ہیں۔

(۲۶) ستاروں کے فوائد یعنی رات کے وقت دریا اور خشکی کے سفر میں بعض ستاروں کے ذریعہ سے راستہ کا پتہ لگا لیا جاتا ہے۔ "قطب نما" سے جو رہنمائی ہوتی ہے وہ بھی بالواسطہ ستارہ سے تعلق رکھتی ہے۔

(۲۷) پھر باطل معبودوں کی پرستش کس لئے؟ یعنی سوچنا چاہئے یہ کس قدر حماقت ہے کہ جو چیزیں ایک مکھی کا پر اور مچھر کی ٹانگ بلکہ ایک جو کا دانہ یا ریت کا ذرّہ پیدا کرنے پر قادر نہ ہوں، انہیں معبود و مستعان ٹھہرا کر خداوند قدوس کی برابر کر دیا جائے۔ جو مذکورہ بالا عجیب و غریب مخلوقات کا پیدا کرنے والا اور اُن کے محکم نظام کو قائم رکھنے والا ہے۔ اس گستاخی کو دیکھو اور خدا کے انعامات کو خیال کرو۔ حقیقت میں انسان بڑا ہی ناشکرا ہے۔

(۲۸) یعنی جو نعمتیں اوپر بیان ہوئیں "مشتے نمونہ از خروارے" تھیں۔ باقی خدا کی نعمتیں تو اس قدر ہیں جن کا تم کسی طرح شمار نہیں کر سکتے۔

(۲۹) اللہ کی نعمتیں بے شمار ہیں یعنی اُن بیشمار نعمتوں کا شکر پوری طرح کس سے ادا ہو سکتا تھا۔ لہٰذا ادائے شکر میں جو کوتاہی رہ جاتی ہے خدا اُس سے درگذر کرتا اور تھوڑے سے شکر پر بہت سا اجر عطا فرما دیتا ہے۔ یا یہ کہ کفرانِ نعمت کے بعد جو شخص توبہ کر کے شکر گذار بن جائے۔ حق تعالیٰ اُس کی پچھلی کوتاہیوں کو بخشتا اور آئندہ کے لئے رحمت مبذول فرماتا ہے۔ بلکہ ناشکری کی حالت میں بھی اپنی رحمت واسعہ سے اُس کو

Brought To You By www.e-iqra.info

بالکلیہ محروم نہیں کرتا۔ ہزاروں طرح کی نعمتیں دنیا میں فائض کرتا رہتا ہے۔

(۳۰) یعنی حق تعالیٰ تمام ظاہری و باطنی احوال سے خبردار ہے، وہ خوب جانتا ہے کہ کون شخص اُس کی نعمتوں پر کس حد تک دل سے اور کس حد تک جوارح سے شکر گذار بنتا ہے اور کون ایسا ہے جس کا ظاہر و باطن ادائے حق نعمت سے خالی رہتا ہے، یا مذکورہ بالا دلائل و نعم کو سُن کر کون ہے جو سچے دل سے اُس پر ایمان لاتا ہے اور کون ہے جو ظاہر میں دلائل سے لاجواب ہو کر بھی حق کو قبول نہیں کرتا۔ خدا کے علم میں جس کا جو حال ہوگا اسی کے موافق معاملہ کرے گا۔

(۳۱) اُنکے معبود خود مخلوق ہیں خدا تو وہ ہے جس کے عظیم الشان اور غیر محصور انعامات کا اوپر تذکرہ ہوا۔ اب مشرکین کی حماقت ملاحظہ ہو کہ ایسے عالم الکل اور خدا کا شریک اُن چیزوں کو ٹھہرا دیا جو ایک گھاس کا تنکا پیدا نہیں کر سکتیں، بلکہ خود اُن کا وجود بھی خدا کا پیدا کیا ہوا ہے۔

(۳۲) یعنی جن چیزوں کو خدا کے سوا پوجتے ہیں سب مُردے (بیجان) ہیں۔ خواہ دواماً مثلاً بت۔ یا فی الحال مثلاً جو بزرگ مر چکے اور ان کی پوجا کی جاتی ہے یا انجام و مآل کے اعتبار سے مردہ ہیں مثلاً حضرت مسیح، روح القدس اور ملائکۃ اللہ جنکی بعض فرقے پرستش کرتے تھے بلکہ جن و شیطان بھی جن کو بعض ممسوخ الفطرت پوجتے ہیں سب پر ایک وقت موت طاری ہونیوالی ہے۔ پس جس چیز کا وجود دوسرے کا عطا کیا ہوا ہو اور وہ جب چاہے چھین لے، اُسے خدا کس طرح کہہ سکتے ہیں؟ یا عبادت کے لائق کیسے ہو سکتا ہے؟

(۳۳) یعنی یہ عجیب خدا ہیں جنہیں کچھ خبر نہیں کہ قیامت کب آئے گی اور وہ خود یا اُن کے پرستار کب حساب و کتاب کے لئے اٹھائے جائیں گے۔ ایسی بے جان اور بے خبر ہستیوں کو خدا بتلانا انتہا درجہ کی حماقت اور جہل ہے۔

اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ قُلُوْبُهُمْ مُّنْكِرَةٌ وَّهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۲۲﴾ لَا

معبود تمہارا معبود ہے اکیلا سو جن کو یقین نہیں آخرت کی زندگی کا اُن کے دل نہیں مانتے اور وہ مغرور ہیں ۳۴ ٹھیک

جَرَمَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۭ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِيْنَ ﴿۲۳﴾ وَاِذَا قِيْلَ

بات ہے کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ چھپاتے ہیں اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں۔ بیشک وہ نہیں پسند کرتا غرور کرنے والوں کو ۳۵ اور جب کہے

لَهُمْ مَّاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ ۙ قَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۲۴﴾ لِيَحْمِلُوْٓا اَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۙ وَ

اُن سے کہ کیا اُتارا ہے تمہارے رب نے تو کہیں کہانیاں ہیں پہلوں کی ۳۶ تاکہ اُٹھائیں بوجھ اپنے پورے دن قیامت کے اور

مِنْ اَوْزَارِ الَّذِيْنَ يُضِلُّوْنَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۭ اَلَا سَاۗءَ مَا يَزِرُوْنَ ﴿۲۵﴾ قَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ

کچھ بوجھ اُن کے جن کو بہکاتے ہیں بلا تحقیق سُنتا ہے بُرا بوجھ ہے جو اُٹھاتے ہیں ۳۷ البتہ دغابازی کر چکے ہیں جو تھے اُن سے پہلے

فَاَتَى اللّٰهُ بُنْيَانَهُمْ مِّنَ الْقَوَاعِدِ فَخَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَاَتٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ

پھر پہنچا حکم اللہ کا اُن کی عمارت پر بنیادوں سے پھر گر پڑی اُن پر چھت اوپر سے۔ اور آیا اُن پر عذاب جہاں

حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۲۶﴾ ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُخْزِيْهِمْ وَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَاۗءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ

سے اُن کو خبر نہ تھی ۳۸ پھر قیامت کے دن رسوا کرے گا اُن کو اور کہے گا کہاں ہیں میرے شریک جن پر تم کو

تُشَاۗقُّوْنَ فِيْهِمْ ۭ قَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اِنَّ الْخِزْيَ الْيَوْمَ وَالسُّوْۗءَ عَلَي الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۷﴾

بڑی ضد تھی ۳۹ بولیں گے جن کو دی گئی تھی خبر بیشک رسوائی آج کے دن اور بُرائی منکروں پر ہے ۴۰

سلہ جھٹلاتے ہیں۔ سلہ ان سے اگر۔

Brought To You By www.e-iqra.info

(۳۴) **اللہ تو ایک ہی ہے** یعنی جو دلائل و شواہد اوپر بیان ہوئے ایسے صاف اور واضح ہیں جن میں ادنیٰ غور کرنے سے انسان توحید کا یقین کر سکتا ہے لیکن غور و طلب تو وہ کرے جسے اپنی عاقبت کی فکر اور انجام کا ڈر ہو۔ جن کو بعد الموت کا یقین ہی نہیں نہ انجام کی طرف دھیان ہے وہ دلائل پر کب کان دھرتے اور ایمان و کفر کے نیک و بد انجام کی طرف کب التفات کرتے ہیں۔ پھر دلوں میں توحید کا اقرار اور پیغمبروں کے سامنے تواضع سے گردن جھکانے کا خیال آئے تو کہاں سے آئے۔

(۳۵) **تکبر کا برا انجام** یعنی خوب سمجھ لو کبر و غرور کوئی اچھی اور پسندیدہ چیز نہیں، اس کا نتیجہ بھگتنا پڑے گا۔ توحید کا انکار جو تم دلوں میں رکھتے ہو اور غرور و تکبر جس کا اظہار تمہاری چال ڈھال اور طور و طریق سے ہو رہا ہے، سب خدا کے علم میں ہے۔ وہ ہی ہر کھلے چھپے جرم کی سزا تم کو دیگا۔

(۳۶) **قرآن کریم پر کفار کا تمسخر** یعنی ناواقف اشخاص بغرض تحقیق یا واقف لوگ ازراہ امتحان جب ان مکذبین سے کہتے ہیں یا وہ مکذبین خود آپس میں ایک دوسرے سے ازراہ تمسخر و استہزاء سوال کرتے ہیں کہ "کہو! تمہارے رب نے کیا چیز اتاری ہے؟" مطلب یہ کہ قرآن جسے پیغمبر علیہ السلام خدا کا اتارا ہوا بتلاتے ہیں تمہارے نزدیک کیا چیز ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس دعوے میں کہاں تک سچے ہیں؟ تو کہتے ہیں کہ (معاذ اللہ) قرآن میں رکھا ہی کیا ہے بجز اس کے کہ کتب سابقہ اور ملل سابقہ کی کچھ پرانی بے سند باتیں (توحید، نبوت، جنت، دوزخ وغیرہ) اور چند قصے کہانیاں نقل کر دی گئی ہیں۔

(۳۷) یعنی اس کہنے سے غرض یہ ہے کہ (معاذ اللہ) قرآن عزیز کو بے وقعت ٹھہرا کر اپنے ساتھ دوسروں کو گمراہ کریں اور اس طرح اپنے کفر و ضلال کی پوری پوٹ کے ساتھ کچھ بوجھ اُن لوگوں کے اضلال و اغواء کا بھی سر پر رکھیں۔ جنہیں اپنی نادانی اور جہالت سے گمراہ کر رہے ہیں۔ خیال کرو کیسی بدی کی پوٹ سر پر رکھ رہے ہیں۔ حدیث میں ہے۔ "وَمَنْ دَعَا إِلٰی ضَلَالَةٍ کَانَ عَلَیْهِ مِنَ الْإِثْمِ مِثْلُ آثَامِ مَنِ اتَّبَعَهٗ لَا یَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ آثَامِهِمْ شَیْئًا"۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی "وَلَیَحْمِلُنَّ أَثْقَالَهُمْ وَأَثْقَالًا مَّعَ أَثْقَالِهِمْ" (عنکبوت رکوع ۱)۔

(۳۸) **پچھلی قوموں کے کفر کا انجام** یعنی لوگوں کو گمراہ کرنے اور پیغام حق کو پست کرنے کی جو تدبیریں آج کی جا رہی ہیں ان سے پہلے دوسری قومیں بھی انبیاء علیہم السلام کے مقابلہ میں ایسی تدبیریں کر چکی ہیں انہوں نے مکر و تلبیس کے بڑے اونچے محل کھڑے کر دیے، پھر جب خدا کا حکم پہنچا تو اس نے پکڑ کر بنیادیں ہلا دیں آخر عذاب الٰہی کے ایک جھٹکہ میں اُن کے تیار کئے ہوئے محل اُن ہی پر آ پڑے جن کی چھتوں کے نیچے سب دب کر رہ گئے۔ مطلب یہ ہے کہ اُن کی تدبیریں خود اُن ہی پر اُلٹ دی گئیں۔ اور جو سامان غلبہ و حفاظت کا کیا تھا وہ فنا و ہلاکت کا سبب بن گیا بلکہ بعض اقوام کی بستیاں حسی طور پر بھی تہ و بالا کر دی گئیں۔

(۳۹) **آخرت میں کفار سے خطاب** یعنی جن شرکاء کی حمایت میں ہمارے پیغمبروں سے ہمیشہ لڑتے جھگڑتے تھے آج وہ کہاں ہیں۔ تمہاری مدد کو کیوں نہیں آتے۔ "هَلْ یَنْصُرُوْنَكُمْ أَوْ یَنْتَصِرُوْنَ" (شعراء رکوع ۵)، فَمَا لَهٗ مِنْ قُوَّةٍ وَّلَا نَاصِرٍ (طارق رکوع ۱)، یہ کہنا ہی ان کو رسوا کرنا ہے۔ یا رسوائی سے مراد جہنم میں داخل کرنا اور اُن کی خفیہ مکاریوں کا پردہ فاش کرنا ہے۔ "إِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ أَخْزَیْتَهٗ" (آل عمران رکوع ۲۰)

(۴۰) یعنی وہ تو کیا جواب دے سکتے۔ البتہ انبیاء علیہم السلام اور دوسرے باخبر لوگ اُس وقت ان مکار دغا بازوں کو سنا کر کہیں گے کہ دیکھ لیا جو ہم کہا کرتے تھے آج کے دن ساری برائی اور رسوائی صرف منکرین حق کے لئے ہے۔

الَّذِیْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِیْٓ أَنْفُسِهِمْ ۠ فَأَلْقَوُا السَّلَمَ مَا كُنَّا نَعْمَلُ مِنْ سُوْٓءٍ ۭ بَلٰٓى إِنَّ اللّٰهَ

جن کی جان نکالتے ہیں فرشتے اور وہ برا کر رہے ہیں اپنے حق میں ف۴۱ تب ظاہر کریں گے اطاعت کہ ہم تو کرتے نہ تھے کچھ برائی ف۴۲ کیوں نہیں اللہ خوب

عَلِیْمٌۢ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۸﴾ فَادْخُلُوْٓا أَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ۭ فَلَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِیْنَ ﴿۲۹﴾

جانتا ہے جو تم کرتے تھے ف۴۳ سو داخل ہو دروازوں میں دوزخ کے رہا کرو سدا اسی میں سو کیا برا ٹھکانا ہے غرور کرنے والوں کا

Brought To You By www.e-iqra.info

وَقِيلَ لِلَّذِينَ اتَّقَوْا مَاذَا أَنزَلَ رَبُّكُمْ ۚ قَالُوا خَيْرًا ۗ لِّلَّذِينَ أَحْسَنُوا فِي هَٰذِهِ الدُّنْيَا

اور کہا پرہیزگاروں کو کیا اُتارا تمہارے رب نے، بولے نیک بات جنہوں نے بھلائی کی اس دنیا میں اُن کو

حَسَنَةٌ ۚ وَلَدَارُ الْآخِرَةِ خَيْرٌ ۚ وَلَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِينَ ﴿٣٠﴾ جَنَّاتُ عَدْنٍ يَدْخُلُونَهَا تَجْرِي مِن

بھلائی ہے ف۴۴ اور آخرت کا گھر بہتر ہے اور کیا خوب گھر ہے پرہیزگاروں کا ف۴۵ باغ ہیں ہمیشہ رہنے کے جن میں وہ جائیں گے بہتی ہیں اُن کے

تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۖ لَهُمْ فِيهَا مَا يَشَاءُونَ ۚ كَذَٰلِكَ يَجْزِي اللَّهُ الْمُتَّقِينَ ﴿٣١﴾ الَّذِينَ تَتَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ

نیچے نہریں اُن کے واسطے وہاں ہے جو چاہیں ف۴۶ ایسا بدلہ دیگا اللہ پرہیزگاروں کو ف۴۷ جن کی جان قبض کرتے ہیں فرشتے اور

طَيِّبِينَ ۙ يَقُولُونَ سَلَامٌ عَلَيْكُمُ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٣٢﴾ هَلْ يَنظُرُونَ إِلَّا أَن

وہ ستھری ہیں ف۴۸ کہتے ہیں فرشتے سلامتی تم پر جاؤ بہشت میں ف۴۹ بدلہ ہے اُس کا جو تم کرتے تھے ف۵۰ کیا کافر اب اسکے منتظر ہیں کہ آئیں

تَأْتِيَهُمُ الْمَلَائِكَةُ أَوْ يَأْتِيَ أَمْرُ رَبِّكَ ۚ كَذَٰلِكَ فَعَلَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۚ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللَّهُ وَ

اُن پر فرشتے یا پہنچے حکم تیرے رب کا ف۵۱ اسی طرح کیا تھا اُن سے اگلوں نے اور اللہ نے ظلم نہ کیا اُن پر

لَٰكِن كَانُوا أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ﴿٣٣﴾

لیکن وہ خود اپنا بُرا کرتے رہے

(۴۱) یعنی شرک و کفر اختیار کر کے اپنے حق میں بُرا کرتے رہے۔ آخر اسی حالت میں موت کے فرشتے جان نکالنے کو آگئے۔ خلاصہ یہ کہ خاتمہ حالت کفر و شرک پر ہوا۔ العیاذ باللہ۔

(۴۲) یعنی اُس وقت ساری فوں فاں نکل جائیگی۔ جو شرارت و بغاوت دنیا میں کرتے تھے سب کا انکار کر کے اطاعت و وفاداری کا اظہار کریں گے کہ ہم نے کبھی کوئی بُری حرکت نہیں کی ہمیشہ نیک چلن رہے۔ يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللَّهُ جَمِيعًا فَيَحْلِفُونَ لَهُ كَمَا يَحْلِفُونَ لَكُمْ وَيَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ عَلَىٰ شَيْءٍ ۚ أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ الْكَاذِبُونَ (مجادلہ رکوع ۳)۔

(۴۳) یعنی کیا جھوٹ بول کر خدا کو فریب دینا چاہتے ہو؟ جس کے علم میں تمہاری ساری حرکات ہیں آج تمہارا کوئی مکر اور جھوٹ خدائی سزا سے نہیں بچا سکتا۔ وقت آگیا ہے کہ اپنے کرتوت کا مزہ چکھو۔

(۴۴) **متقین سے سوال اور انکا جواب** یہ مستکبرین کے مقابلہ میں متقین (پرہیزگاروں) کا حال بیان فرمایا کہ جب اُن سے قرآن کے متعلق دریافت کیا جاتا ہے کہ تمہارے رب نے کیا چیز اُتاری تو نہایت عقیدت و ادب سے کہتے ہیں کہ "نیک بات جو سراپا خیر و برکت ہے" ایسے لوگوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ جس نے بھلائی کی دنیا میں اُسے بھلائی کا خوشگوار پھل مل کر رہیگا۔ خدا کے یہاں کسی کی محنت اور ذرہ برابر نیکی ضائع نہیں جاتی۔

(۴۵) یعنی آخرت کی بھلائیوں اور نعمتوں کا تو پوچھنا ہی کیا ہے۔ دنیا و مافیہا کی نعمتیں وہاں کی چھوٹی چھوٹی چیزوں کے مقابلہ میں ہیچ ہیں

(۴۶) **اہل جنت کی ہر خواہش پوری ہوگی** یعنی جنتی جس قسم کی جسمانی راحت اور روحانی مسرت چاہیں گے وہاں حاصل ہوگی۔ وَفِيهَا مَا تَشْتَهِيهِ الْأَنفُسُ وَتَلَذُّ الْأَعْيُنُ ۖ وَأَنتُمْ فِيهَا خَالِدُونَ۔

(۴۷) یعنی اُن تمام لوگوں کو جو کفر و شرک اور فسوق و عصیان سے پرہیز کرتے ہیں۔ ایسا اچھا بدلہ ملیگا۔

Brought To You By www.e-iqra.info

(۴۸) یعنی اُن کی جانیں موت کے وقت تک کفر و شرک کی نجاست سے پاک اور فسق و فجور کے میل کچیل سے صاف رہیں۔ اور حق تعالیٰ کی صحیح معرفت و محبت کی وجہ سے نہایت خوشدلی اور انشراح بلکہ اشتیاق کے ساتھ اپنی جان جان آفریں کے حوالہ کی۔

(۴۹) ایک حیثیت سے روحانی طور پر تو انسان مرنے کے بعد ہی جنت یا دوزخ میں داخل ہو جاتا ہے۔ ہاں جسمانی حیثیت سے پوری طرح دخول، حشر کے بعد ہوگا۔ ممکن ہے اس بشارت میں دونوں قسم کے دخول کی طرف اشارہ ہو۔

(۵۰) یعنی تمہارا عمل سبب عادی ہے دخول جنت کا۔ باقی سبب حقیقی رحمت الٰہیہ ہے کہ حدیث میں آیا اِلَّا اَنْ یَّتَغَمَّدَنِیَ اللّٰہُ بِرَحْمَتِہٖ

(۵۱) **کفار کو تنبیہ** جنت کی خوبیاں اور اس کا تفوق و امتیاز بیان فرمانے کے بعد اُن غافلوں کو تنبیہ کی جاتی ہے جو محض دنیوی سامانوں پرست، ہو کر آخرت کو بھلائے بیٹھے ہیں اور اپنا انجام سدھارنے کی کوئی فکر نہیں کرتے۔ یعنی کیا یہ لوگ اس کے منتظر ہیں کہ جس وقت فرشتے جان نکالنے کو آجائیں گے یا خدا کے حکم کے موافق قیامت قائم ہو جائیگی، یا مجرموں کی سزا دہی کا حکم پہنچ جائیگا اور جوتا سر پر پڑنے لگیگا، تب ایمان لاکر اپنی حالت درست کریں گے، حالانکہ اس وقت کا ایمان یا توبہ و رجوع کچھ نافع نہ ہوگا۔ ضرورت تو اس کی ہے کہ موت سے پہلے بعد الموت کی تیاری کی جائے اور عذاب آنے سے پیشتر بچاؤ کی تدبیر کرلیں۔

ع ۹/۱۰ فَاَصَابَهُمْ سَیِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۳۴﴾ وَقَالَ الَّذِیْنَ اَشْرَكُوْا

پھر پڑے اُن کے سر اُن کے بُرے کام اور اُلٹ پڑا اُن پر جو ٹھٹھا کرتے تھے ف۵۲ اور بولے شرک کرنے والے

لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا عَبَدْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَیْءٍ نَّحْنُ وَلَاۤ اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ

اگر چاہتا اللہ نہ پوجتے ہم اُس کے سوا کسی چیز کو اور نہ ہمارے باپ اور نہ حرام ٹھہرا لیتے ہم بدون اُسکے حکم کے کسی

شَیْءٍ ؕ كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ فَهَلْ عَلَى الرُّسُلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ ﴿۳۵﴾ وَلَقَدْ

چیز کو ف۵۳ اسی طرح کیا اُن سے اگلوں نے سو رسولوں کے ذمہ نہیں مگر پہنچا دینا صاف صاف ف۵۴ اور ہم نے

بَعَثْنَا فِیْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدَى اللّٰهُ وَ

اُٹھائے ہیں ہر اُمت میں رسول ف۵۵ کہ بندگی کرو اللہ کی اور بچو ہڑدنگے سے ف۵۶ پھر کسی کو اُن میں سے ہدایت کی اللہ نے اور

مِنْهُمْ مَّنْ حَقَّتْ عَلَیْهِ الضَّلٰلَةُ ؕ فَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِیْنَ ﴿۳۶﴾

کسی پر ثابت ہوئی گمراہی سو سیر کرو ملکوں میں پھر دیکھو کیسا ہوا انجام جھٹلانے والوں کا

اِنْ تَحْرِصْ عَلٰى هُدٰىهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِیْ مَنْ یُّضِلُّ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ ﴿۳۷﴾

اگر تو طمع کرے اُن کو راہ پر لانے کی تو اللہ راہ نہیں دیتا جس کو بچلاتا ہے اور کوئی نہیں اُن کا مددگار ف۵۷

(۵۲) یعنی اگلے معاندین بھی اِسی طرح غرور و غفلت کے نشے میں پڑے رہے تھے، باطل پرستی میں تمادی ہوتی رہی، توبہ کے وقت توبہ نہ کی، اخیر تک انبیاء کی تکذیب و مخالفت پر تلے رہے اور ان کی باتوں کی ہنسی اڑاتے رہے۔ آخر جو کیا تھا سامنے آیا اور عذاب الٰہی وغیرہ کی جن خبروں سے ٹھٹھا کیا کرتے تھے وہ آنکھوں سے دیکھ لیں۔ اُن کا استہزاء و تمسخر اُنہی پر اُلٹ پڑا، بھاگ کر جان بچانے کی کوئی سبیل نہ رہی اپنی شرارتوں کا خمیازہ بھگتنا پڑا۔ جو بویا تھا سو کاٹا۔ خدا کو ان سے کوئی بیر نہ تھا نہ اس کے یہاں ظلم و تعدی کا امکان ہے ان لوگوں نے

۱ بھیجے ہیں۔ ۲ جھوٹے معبودوں سے۔ ۳ راہ سجھائی۔ ۴ چلو پھرو زمین میں۔

Brought To You By www.e-iqra.info

اپنے پاؤں پر خود کلہاڑی ماری۔ کسی کا کیا بگڑا، اُنہی کا نقصان ہوا۔

(۵۳) **مشرکین کے دلائل کا رد** یہاں سے ان باطل اعذار اور لچر پوچ دلائل کا رد شروع کرتے ہیں جو مشرکین اپنے شرک اور اعمال شرکیہ کا جواز واستحسان ثابت کرنے کے لئے پیش کرتے تھے خلاصہ یہ ہے کہ اگر غیر اللہ کی پرستش یا بعض جانوروں (مثلاً بحیرہ سائبہ وغیرہ) کو حرام ٹھہرا لینا بُرے اور بے سند کام ہوتے جنہیں خدا پسند نہ کرتا، تو ہم کو کرنے کیوں دیتا۔ ضرور تھا کہ جب ہم اس کی مرضی کے خلاف کام کریں تو اس سے روک دے نہ رکیں تو فوراً سزا دے اگر ایسا نہیں ہوا تو یہ دلیل ہے کہ خدا کو وہ کام ناپسند نہیں۔ آٹھویں پارہ کے دوسرے رُبع آیۃ سَیَقُوْلُ الَّذِیْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَآءَ اللّٰهُ الخ کی جو تقریر ہم نے کی ہے اس میں مشرکین کا یہ شبہ اور اُس کا مفصل جواب بیان کیا گیا ہے۔ وہاں ملاحظہ کر لیا جائے۔

(۵۴) **انبیاء کی بعثت کا مقصد** یعنی مشرکین کا یہ کہنا غلط ہے کہ خدا کی طرف سے روکا نہیں گیا۔ ابتدائے آفرینش سے آج تک حسب ضرورت و مصلحت حق تعالیٰ انبیاء کو بھیجتا رہا ہے جن کا کام ہی یہ تھا کہ لوگوں کو شرک و اعمال شرکیہ سے روکیں اور صاف صاف اعلان کریں کہ خدا تعالیٰ کو کیا کام پسند ہیں کیا ناپسند، اور اُن میں سے ہر ایک کا انجام کیا ہے۔ باقی یہ کہ لوگوں کو تکوینی طور پر مجبور کیوں نہ کر دیا گیا کہ وہ بدی کا راستہ اختیار ہی نہ کر سکتے۔ تو یہ بات اس کی حکمت کے منافی تھی جیسا کہ ہم پہلے متعدد مواضع میں لکھ چکے ہیں۔ رہی یہ چیز کہ جو انبیاء کا کہنا نہ مانیں اُنہیں فوراً سزا دی جاتی۔ تو بہت سی قوموں کو دنیا میں عبرتناک سزائیں بھی دی گئیں۔ جیسا کہ اگلی آیت میں مذکور ہے۔ ہاں عقلاً و نقلاً یہ ضروری نہیں کہ ارتکاب جرم کے ساتھ فوراً سزا دی جائے۔ مجرم کو ایک منٹ کی مہلت نہ ملے نہ اس کے لئے توبہ و اصلاح کا کوئی موقع باقی چھوڑا جائے۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ "یہ نادانوں کی باتیں ہیں کہ اللہ کو یہ کام بُرا لگتا تو کیوں کرنے دیتا۔ آخر ہر فرقے کے نزدیک بعضے کام بُرے ہیں۔ پھر وہ کیوں ہونے دیتا ہے (کیا اُن کے روکنے سے خدا عاجز تھا؟) یہاں جواب مجمل فرمایا کہ ہمیشہ رسول منع کرتے آئے ہیں، جس کی قسمت میں ہدایت تھی اُس نے پائی، جو خراب ہونا تھا خراب ہوا۔ اللہ کو یہ ہی منظور ہے (کہ انسان کو فی الجملہ کسب و اختیار کی قوت دے کر آزاد رکھے۔ اینٹ پتھر کی طرح مجبور یا حیوانات کی طرح اس کا دائرہ عمل محدود نہ کرے بلکہ ہر طرف بڑھنے اور ترقی کرنے کا موقع دے

(۵۵) **ہر قوم کے لئے ہدایت بھیجی گئی** یعنی اپنے اپنے وقت پر۔ پھر آخر میں پیغمبر عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول الثقلین بنا کر بھیجا۔ (تنبیہ) اس آیت سے لازم نہیں آتا کہ ہر قوم اور بستی میں رسول بلاواسطہ بھیجا گیا ہو۔ ہو سکتا ہے کہ ایک نبی کسی قوم میں اُٹھایا جائے اور اُس کے نائب جنہیں "ہادی" و "نذیر" کہا جا سکتا ہے دوسری اقوام میں بھیجے جائیں۔ ان کا بھیجنا گویا بالواسطہ اُسی پیغمبر کا بھیجنا ہے۔ واللہ اعلم۔

(۵۶) حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں "ہر دنگا وہ جو ناحق سرداری کا دعویٰ کرے کچھ سند نہ رکھے۔ ایسے کو "طاغوت" کہتے ہیں بُت، شیطان اور زبردست ظالم سب اس میں داخل ہیں۔

(۵۷) یعنی جس کو قصور استعداد اور سوئے اختیار کی بناء پر خدا گمراہ کرے اُسے کوئی ہدایت نہیں کر سکتا نہ اُسے خدائی سزا سے کوئی بچا سکتا ہے۔ آپ کا اُن کی ہدایت پر حریص ہونا بھی کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔ پھر آپ ان کے غم میں اپنے کو اس قدر کیوں گھلاتے ہیں۔

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ ۙ لَا يَبْعَثُ اللّٰهُ مَنْ يَّمُوْتُ ؕ بَلٰى وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ

اور قسمیں کھاتے ہیں اللہ کی سخت قسمیں کہ نہ اٹھائیگا اللہ جو کوئی مر جائے ف۵۸ کیوں نہیں وعدہ ہو چکا ہے اس پر سچا لیکن اکثر

النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۟ۙ ۳۸ لِيُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِيْ يَخْتَلِفُوْنَ فِيْهِ وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اَنَّهُمْ كَانُوْا

لوگ نہیں جانتے ف۵۹ اُٹھائیگا تاکہ ظاہر کر دے اُن پر جس بات میں کہ جھگڑتے ہیں اور تاکہ معلوم کر لیں کافر کہ وہ جھوٹے

لہ بیشک اُٹھائیگا۔

Brought To You By www.e-iqra.info

ع ۱۱

كٰذِبِيْنَ ﴿۳۹﴾ اِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ اِذَآ اَرَدْنٰهُ اَنْ نَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۴۰﴾ وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا

تھے ف۶۰ ہمارا کہنا کسی چیز کو جب ہم اس کو کرنا چاہیں یہی ہے کہ کہیں اس کو ہو جا تو وہ ہو جائے ف۶۱ اور جنہوں نے گھر چھوڑا

فِي اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ۭ وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا (وقف لازم)

اللہ کے واسطے بعد اس کے کہ ظلم اٹھایا البتہ انکو ہم ٹھکانا دینگے دنیا میں اچھا اور ثواب آخرت کا تو بہت بڑا ہے اگر ان کو

يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۱﴾ الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰي رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۴۲﴾ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا

معلوم ہوتا ف۶۲ جو ثابت قدم رہے اور اپنے رب پر بھروسہ کیا ف۶۳ اور تجھ سے پہلے بھی ہم نے یہی مرد بھیجے تھے کہ

نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۴۳﴾ بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ ۭ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ

حکم بھیجتے تھے ہم انکی طرف سو پوچھو یاد رکھنے والوں سے اگر تم کو معلوم نہیں ف۶۴ بھیجا تھا انکو نشانیاں دیکر اور ورقے ف۶۵ اور اتاری ہم نے تجھ پر

الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۴۴﴾ اَفَاَمِنَ الَّذِيْنَ مَكَرُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ (النصف)

یہ یادداشت کہ تو کھولدے لوگوں کے سامنے وہ چیز جو اتری انکے واسطے ف۶۶ تاکہ وہ غور کریں ف۶۷ سو کیا نڈر ہو گئے وہ لوگ جو برے فریب کرتے ہیں اس کہ

يَّخْسِفَ اللّٰهُ بِهِمُ الْاَرْضَ اَوْ يَاْتِيَهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۴۵﴾ اَوْ يَاْخُذَهُمْ فِيْ

دھنسا دیوے اللہ ان کو زمین میں یا آ پہنچے ان پر عذاب جہاں سے خبر نہ رکھتے ہوں ف۶۸ یا پکڑ لے ان کو چلتے

تَقَلُّبِهِمْ فَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۴۶﴾

پھرتے سو وہ نہیں ہیں عاجز کرنیوالے ف۶۹

(۵۸) یعنی موت کے بعد دوسری زندگی ہی نہیں پھر عذاب کا کیا ڈر۔ سب ڈھکوسلے ہیں۔

(۵۹) **کفار کی قسمیں** یعنی تمہارے انکار اور اٹکل پچو قسمیں کھانے سے خدا کا پکا وعدہ ٹل نہیں سکتا، وہ تو ہو کر رہے گا۔ البتہ تم ایسی حقائق ثابتہ کا انکار کر کے اپنے جہل کا ثبوت دے رہے ہو۔ جو شخص خدا کے علم محیط اور شئون قدرت و حکمت، تکوین کے راز اور اس کی غرض و غایت سے آگاہ ہوگا وہ کبھی بعث بعد الموت کا انکار نہیں کر سکتا پس سچ ہے۔ اَلنَّاسُ اَعْدَاءٌ لِّمَا جَهِلُوْا۔

(۶۰) **دوبارہ زندگی کی حکمت** یعنی معاد (قیامت وغیرہ کا آنا) عین حکمت ہے۔ اگر موت کے بعد دوسری زندگی نہ ہو تو دنیا میں جو مختلف اعمال و احوال پائے جاتے ہیں ان کے صاف اور مکمل نتائج کیسے ظاہر ہونگے۔ یہاں کے جھگڑوں کا دو ٹوک فیصلہ تو وہیں ہوگا اور اس وقت منکرین معلوم کر لیں گے کہ قسمیں کھا کر جن باتوں کا انکار کرتے تھے وہ سچی تھیں اور قسم کھانے والے جھوٹے تھے۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "یعنی اس جہان میں بہت باتوں کا شبہ رہا اور کسی نے اللہ کو مانا کوئی منکر رہا تو دوسرا جہان ہونا لازم ہے کہ جھگڑے تحقیق ہوں سچ اور جھوٹ جدا ہو، اور مطیع و منکر اپنا کیا پائیں"۔

(۶۱) پھر مردوں کو دوبارہ زندہ کر دینا کیا مشکل ہے۔ (تنبیہ) "کُنْ فَیَکُوْنُ" کی بحث پارہ الم رکوع وَقَالَتِ الْیَهُوْدُ الخ میں ملاحظہ کر لیجائے غرض صرف اس قدر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ارادے سے ایک سیکنڈ کے لئے بھی مراد کا تخلف نہیں ہو سکتا۔ ارادہ کے بعد مراد کا نہایت سہولت و سرعت سے فوراً واقع ہونا اور کسی مانع و عائق کا مزاحمت نہ کر سکنا، یہ ہی خلاصہ اس جملہ کا ہے۔

لہ اوراق ۲ دھیان۔ ۳ داؤ۔

Brought To You By www.e-iqra.info

(۶۲) **ہجرت کے دنیاوی اور اُخروی منافع** یعنی سلسلہ مجازات (طاعت و معصیت کا پورا نتیجہ ظاہر کرنے) کے لئے بعث بعد الموت ضروری ہے۔ بہت سے خدا کے وفادار بندے مصائب و شدائد جھیلتے ہوئے دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں، کیا اُن کی قربانیاں ضائع کی جا سکتی ہیں؟ ہرگز نہیں جن لوگوں نے حق کی حمایت اور خدا کی رضا جوئی کے لئے ظالموں کی سختیاں برداشت کیں اور انواع و اقسام کے ظلم و ستم اٹھائے حتیٰ کہ مجبور ہو کر گھر بار، خویش و اقارب اور عزت و راحت سب چیزوں کو خدا کے راستہ میں تج دیا، اُن کی محنت و وفاداری کا صلہ یقیناً مل کر رہے گا۔ اوّل تو ان میں سے جو جیتے بچیں گے دنیا ہی میں اپنی قربانیوں کا تھوڑا سا پھل چکھ لیں گے۔ یعنی گھر چھوڑنے والوں کو بہترین ٹھکانا دیا جائیگا۔ گھر سے اچھا گھر، وطنی بھائیوں سے بڑھ کر دردمند بھائی روزی سے بہتر روزی، عزت سے زیادہ عزت ملے گی۔ بلکہ وطن سے نکالنے والوں پر غالب دنیا کے حاکم اور پرہیزگاروں کے امام بن جائیں گے۔ پھر اس سب کے بعد جو بلند مقامات اور عظیم الشان مدارج آخرت میں ملیں گے اُن کا تو اندازہ بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اگر وہاں کے اجر و ثواب کا پورا یقین ہو جائے تو دوسرے لوگ بھی جو ہجرت کی سعادت سے محروم ہیں تمام گھر بار چھوڑ کر خدا کے راستہ میں نکل کھڑے ہوں۔ (تنبیہ) آیت کے عموم الفاظ پر نظر کرتے ہوئے ہم نے یہ تقریر کی ہے (دہو منقول فی روح المعانی عن بعضہم) عامہ مفسرین نے اس کو اُن اَسّی صحابہ رضی اللہ عنہم کے حق میں رکھا ہے جو کفار مکہ کی زیادتیوں سے تنگ آکر ابتداءً حبشہ کو ہجرت کر گئے تھے۔ کیونکہ اکثر کے نزدیک آیت مکی ہے جو ہجرت۔ الی المدینہ سے پہلے نازل ہوئی ہے۔ ان ہجرت کرنیوالوں کو آخر کار خدا تعالیٰ نے اچھا ٹھکانا مدینہ میں دیا۔ رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ

(۶۳) یعنی کسی ظلم اور سختی سے نہیں گھبرائے۔ وطن محبوب اور خویش و اقارب کے چھوٹنے کی پرواہ نہ کی رضائے الٰہی کے راستہ سے ذرا قدم نہیں ڈگمگایا۔ ہر طرف سے ٹوٹ کر ایک خدا کے ہو رہے۔ خالص اُسی کی امداد اور اٹل وعدوں پر بھروسہ کیا۔ یہاں تک کہ دیکھ لیا کہ جو خدا کا ہو رہتا ہے کس طرح خدا اُس کا ہو جاتا ہے۔

(۶۴) **اہل ذکر سے استفادہ کا حکم** یعنی پیغمبر کے مظلوم ساتھیوں کو جب وہ صبر و توکل کی راہ میں ثابت قدم ہوں، دارین میں غالب و منصور کرنا ہماری کوئی نئی عادت نہیں۔ پہلے بھی ہم نے انسانوں میں سے رسول بھیجے جن کا کام یہ تھا کہ خدا کے احکام اور نیکی بدی کے انجام سے لوگوں کو خبردار کر دیں۔ اب اگر تمہیں معلوم نہیں تو جاننے والوں سے جو امم سابقہ اور اُن کے پیغمبروں کے تاریخی واقعات کا علم رکھتے ہیں تحقیق کر لو کہ فی الواقع پہلے کچھ آدمی پیغمبری کے منصب پر بیّنات و زُبُر (معجزے اور کتابیں) دے کر بھیجے گئے یا نہیں۔ اور یہ کہ اُن کے ماننے والوں اور نہ ماننے والوں کا کیا حشر ہوا۔ اہل حق صبر و توکل کی بدولت کس طرح منصور و کامیاب ہوئے۔ اور ظالم معاندین اتمام حجت کے بعد کیسے تباہ کئے گئے۔ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى عَلٰى بَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ بِمَا صَبَرُوْا وَدَمَّرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهٗ وَمَا كَانُوْا يَعْرِشُوْنَ (اعراف رکوع ۱۶) ہم نے اہل الذکر سے خاص اہل کتاب مراد نہیں لئے بلکہ عموم لفظ کی رعایت کی ہے جس میں اہل کتاب بھی شامل ہیں۔ روح المعانی میں ہے "قال الرمانی والزجاج والازہری المراد باہل الذکر علماء اخبار الامم السالفۃ کائنا من کان فالذکر بمعنی الحفظ" الخ کا ترجمہ "یاد رکھنے والوں سے کر کے شاید اسی طرف اشارہ کیا ہے۔ بہرحال عموم آیت سے یہ مسئلہ نکلتا ہے کہ غیر اہل علم کو اہل الذکر سے دریافت کر کے عمل کرنا چاہیئے۔ بہت سے علماء اس کو تقلید ائمہ کے ثبوت میں پیش کرتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۶۵) یعنی معجزات اور وہ علوم جو اوراق میں لکھے جاتے ہیں۔

(۶۶) **قرآن کریم کی جامعیت** "یادداشت" سے مراد ہے قرآن کریم جو اگلی اُمتوں کے ضروری احوال و شرائع کا محافظ انبیائے سابقین کے علوم کا جامع، اور ہمیشہ کے لئے خدائی احکام اور فلاح دارین کے طریقوں کو یاد دلانے والا اور خواب غفلت سے بیدار کرنے والا ہے

Brought To You By www.e-iqra.info

مطلب یہ ہوا کہ جس طرح پہلے رسول بھیجے گئے، کتابیں اُتاری گئیں، آج تم کو (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) ہم نے ایسی کتاب دے کر بھیجا جو تمام کتب سابقہ کا خلاصہ اور انبیائے سابقین کے علوم کی مکمل یادداشت ہے۔ آپ کا کام یہ ہے کہ تمام دنیا کے لوگوں کے لئے اس کتاب کے مضامین خوب کھول کر بیان فرمائیں اور اس کی مشکلات کی شرح اور مجملات کی تفصیل کر دیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کا مطلب وہی معتبر ہے جو احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موافق ہو۔

(۶۷) یعنی حضورؐ کا کام مضامین قرآن کو کھول کر بیان کرنا، اور لوگوں کا کام اس میں غور و فکر کرنا ہے۔

(۶۸) **کیا کفار اللہ کے عذاب سے نڈر ہو گئے؟** یعنی اگلے انبیاء اور اُن کی قوموں کا حال سُننے اور قرآن ایسی مکمل یادداشت پہنچ جانے کے بعد بھی کیا کفار مکہ حق کے مقابلہ میں اپنی مکاریوں اور داؤ فریب سے باز نہیں آتے۔ کیا یہ امکان نہیں کہ خدا انہیں قارون کی طرح زمین میں دھنسا دے۔ یا ایسی طرف سے کوئی آفت بھیج دے جدھر سے انہیں وہم و گمان بھی نہ ہو۔ چنانچہ "بدر" میں مسلمان غازیوں کے ہاتھوں سے ایسی سزا دلوائی جو اپنی قوت و جمعیت اور مسلمانوں کے ضعف و قلت کو دیکھتے ہوئے اُن کے تصور میں بھی نہ آ سکتی تھی۔

(۶۹) یعنی یہ بھی ضرورت نہیں کہ پہلے سے کچھ اہتمام کیا جائے یا فوجیں مقابلہ کے لئے روانہ کی جائیں۔ خدا تو اس پر بھی قادر ہے کہ تمہیں چلتے پھرتے کام کاج کرتے یا بستروں پر کروٹیں بدلتے ہوئے ایک دم پکڑ لے اور بالکل عاجز و بے بس کر دے۔ اُس کو سب قدرت ہے۔ وہ تم کو عاجز کر سکتا ہے۔ تم اسے نہیں تھکا سکتے۔

أَوْ يَأْخُذَهُمْ عَلَىٰ تَخَوُّفٍ فَإِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوفٌ رَّحِيمٌ ﴿٤٧﴾ أَوَلَمْ يَرَوْا إِلَىٰ مَا خَلَقَ اللَّهُ مِن

یا پکڑ لے اُن کو ڈرانے کے بعد فـــ سو تمہارا رب بڑا نرم ہے مہربان واـــ کیا نہیں دیکھتے وہ جو کہ اللہ نے پیدا کی ہے کوئی

شَيْءٍ يَتَفَيَّأُ ظِلَالُهُ عَنِ الْيَمِينِ وَالشَّمَائِلِ سُجَّدًا لِّلَّهِ وَهُمْ دَاخِرُونَ ﴿٤٨﴾ وَلِلَّهِ يَسْجُدُ مَا فِي

چیز کہ ڈھلتے ہیں سایے اُن کے داہنی طرف سے اور بائیں طرف سے سجدہ کرتے ہوئے اللہ کو اور وہ عاجزی میں ہیں ۲ـــ اور اللہ کو سجدہ کرتا ہے جو

السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ مِن دَابَّةٍ وَالْمَلَائِكَةُ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ ﴿٤٩﴾ يَخَافُونَ رَبَّهُم

آسمان میں ہے اور جو زمین میں ہے جانداروں سے اور فرشتے اور وہ تکبر نہیں کرتے و۳ـــ ڈر رکھتے ہیں اپنے رب کا

مِّن فَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ ۩ ﴿٥٠﴾ وَقَالَ اللَّهُ لَا تَتَّخِذُوا إِلَٰهَيْنِ اثْنَيْنِ ۖ إِنَّمَا هُوَ إِلَٰهٌ

اپنے اوپر سے اور کرتے ہیں جو حکم پاتے ہیں و۴ـــ اور کہا ہے اللہ نے مت پکڑو معبود دو وہ معبود ایک

وَاحِدٌ ۖ فَإِيَّايَ فَارْهَبُونِ ﴿٥١﴾ وَلَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَهُ الدِّينُ وَاصِبًا ۚ أَفَغَيْرَ اللَّهِ

ہی ہے سو مجھ سے ڈرو ف۵ـــ اور اُسی کا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور زمین میں اور اُسی کی عبادت ہے ہمیشہ ف۶ـــ سو کیا سوائے اللہ کے کسی سے

تَتَّقُونَ ﴿٥٢﴾ وَمَا بِكُم مِّن نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللَّهِ ۖ ثُمَّ إِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَإِلَيْهِ تَجْأَرُونَ ﴿٥٣﴾ ثُمَّ إِذَا كَشَفَ

ڈرتے ہو اور جو کچھ تمہارے پاس ہے نعمت سو اللہ کی طرف سے پھر جب پہنچتی ہے تم کو سختی تو اُسی کی طرف چلاتے ہو و۸ـــ پھر جب کھول دیتا ہے

الضُّرَّ عَنكُمْ إِذَا فَرِيقٌ مِّنكُم بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُونَ ﴿٥٤﴾

سختی تم سے اسی وقت ایک فرقہ تم میں سے اپنے رب کے ساتھ لگتا ہے شریک بتانے

ٹ کرتے ہیں۔ ڈ اُسی کا انصاف۔ گ کا خطر رکھتے ہو۔ ڈ اُسی سے فریاد کرتے ہو۔

Brought To You By www.e-iqra.info

(۷۰) یعنی اچانک نہ پکڑے۔ بلکہ آگاہ کرنے اور مبادی عذاب بھیجنے کے بعد ایسی حالت میں پکڑے جبکہ لوگ اطلاع پا کر اور آثار عذاب دیکھ کر خوف کھا رہے ہوں یا آس پاس کے لوگوں کو آفات سماویہ میں مبتلا دیکھ کر ڈر رہے ہوں لیکن یہ خوف محض طبعی ہو۔ ندامت اور توبہ کے ساتھ نہ ہو جو دافع عذاب ہو سکتا ہے۔ بعض نے "تخوف" کے معنی "تنقص" (آہستہ آہستہ کم کرنے) کے لئے ہیں۔ یعنی یہ بھی ممکن ہے کہ دفعۃً ہلاک نہ کرے۔ آہستہ آہستہ تم کو گھٹائے اور پست کرتا رہے۔

(۷۱) **عذاب میں تاخیر کی حکمت** یعنی خدا سب کچھ کر سکتا ہے مگر کیوں نہیں کرتا۔ اس کی نرمی اور مہربانی مانع ہے کہ مجرمین پر فوراً عذاب نازل کر دے، اس کی رافت و رحمت مقتضی ہے کہ مجرمین کو مہلت اور اصلاح کا موقع دیا جائے یا یہ جملہ صرف "یَاْخُذَهُمْ عَلٰی تَخَوُّفٍ" سے متعلق ہے بحالیکہ "تخوف" کو بمعنی "تنقص" لیا جائے۔ تو مطلب یہ ہوگا کہ آہستہ آہستہ کم کرنا اور دفعۃً ہلاک نہ کرنا اس کی رحمت و شفقت کی وجہ سے ہے ورنہ ایک آن میں نیست و نابود کر دیتا۔

(۷۲) **اشیاء کا سجدہ** یعنی جب تکوینی طور پر ہر چیز خدا کے سامنے عاجز اور مطیع و منقاد ہے۔ حتیٰ کہ سایہ دار چیزوں کا سایہ بھی اسی کے حکم اور قانون قدرت کے موافق گھٹتا بڑھتا اور ادھر یا ادھر ڈھلتا رہتا ہے پھر ایسے قدرت والے خدا کو عذاب بھیجنے سے کونسی طاقت روک سکتی ہے۔ آدمی کو چاہئے کہ باختیار خود اس کے احکام تشریعیہ کے سامنے گردن جھکا دے۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "ہر چیز ٹھیک دوپہر میں کھڑی ہے اس کا سایہ بھی کھڑا ہے۔ جب دن ڈھلا سایہ جھکا، پھر جھکتے جھکتے شام تک زمین پر پڑ گیا۔ جیسے نماز میں کھڑے سے رکوع، رکوع سے سجدہ، اسی طرح ہر چیز آپ کھڑی ہے۔ اپنے سایہ سے نماز کرتی ہے۔ کسی ملک میں کسی موسم میں داہنی طرف جھکتا ہے کہیں بائیں طرف"۔

(۷۳) **جانداروں اور فرشتوں کا سجدہ** پہلے کھڑی چیزوں کا جو سایہ دار ہوں سجدہ بیان ہوا تھا، یہاں عام جانداروں بالخصوص فرشتوں کا سجدہ بیان کر کے متنبہ فرمایا کہ ایسی مقرب و معظم ہستیاں بھی اس کے آگے سربسجود ہیں کوئی شیخی یا غرور ان میں نہیں، جو اپنے مالک کے سامنے سر جھکانے سے رکے۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "مغرور لوگوں کو سر رکھنا زمین پر مشکل ہوتا ہے۔ نہیں جانتے کہ بندہ کی بڑائی اسی میں ہے "مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ اللّٰهُ"۔

(۷۴) یعنی فرشتے باوجود اس قدر قرب و وجاہت کے اپنے رب کے جلال سے ڈرتے رہتے ہیں اور جو حکم پاتے ہیں فوراً بجا لاتے ہیں موضح القرآن میں ہے کہ "ہر بندہ کے دل میں ہے کہ میرے اوپر اللہ ہے آپ کو نیچے سمجھتا ہے، یہ سجدہ فرشتوں کا بھی ہے اور سب کا۔

(۷۵) یعنی جب تمام آسمانی و زمینی مخلوق ایک خدا کے سامنے بے اختیار سربسجود اور عاجز و مقہور ہے، پھر عبادت میں کوئی دوسرا شریک کہاں سے آ گیا جو سارے جہان کا مالک و مطاع ہے تنہا اسی کی عبادت ہونی چاہئے اور اسی سے ڈرنا چاہئے۔

(۷۶) یعنی تکوینی طور پر ہر چیز خالص اسی کی عبادت و اطاعت پر مجبور ہے "اَفَغَیْرَ دِیْنِ اللّٰهِ یَبْغُوْنَ وَلَهٗۤ اَسْلَمَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّاِلَیْهِ یُرْجَعُوْنَ" (آل عمران رکوع ۹) یا یہ مطلب ہے کہ ہمیشہ اسی کی عبادت کرنا لازم ہے "اَلَا لِلّٰهِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ" (زمر رکوع ۱) اور بعض نے "دین" کو "جزاء" کے معنی میں لیا۔ یعنی نیک و بد کا دائمی بدلہ اسی ایک خدا کی طرف سے ملیگا۔ واللہ اعلم۔

(۷۷) **ہر نعمت اللہ کی طرف سے ہے** یعنی سب بھلائیاں اور نعمتیں اسی کی طرف سے ہیں اور ہر ایک برائی یا سختی کا دفع کرنا بھی اسی کے قبضہ میں ہے۔ چنانچہ جب کوئی سخت مصیبت انسان کو چھو جاتی ہے تو کٹر سے کٹر مشرک بھی اس وقت سب سہارے چھوڑ کر خدا کو پکارنے لگتا ہے گویا فطرت انسانی شہادت دیتی ہے کہ مصائب اور سختیوں سے بچانا خدائے واحد کے سوا کسی کا کام نہیں ہو سکتا۔ پھر جس کے قبضہ میں ہر ایک نعمت و نقمت اور ہر قسم کا نفع و ضرر ہے۔ دوسرا کون ہے جو اس کی الوہیت میں حصہ دار بن سکے یا جس سے انسان خوف کھائے اور امیدیں باندھے۔

Brought To You By www.e-iqra.info

لِيَكْفُرُوا بِمَا آتَيْنَاهُمْ ۚ فَتَمَتَّعُوا ۖ فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ﴿٥٥﴾ وَيَجْعَلُونَ لِمَا لَا يَعْلَمُونَ نَصِيبًا

تاکہ منکر ہو جائیں اُس چیز سے جو کہ ہم نے اُنکو دی ہے سو مزے اڑا لو آخر معلوم کر لو گے ف ۷۸ اور ٹھہراتے ہیں اُن کے لئے جن کی خبر نہیں رکھتے ایک حصہ

مِّمَّا رَزَقْنَاهُمْ ۗ تَاللَّهِ لَتُسْأَلُنَّ عَمَّا كُنتُمْ تَفْتَرُونَ ﴿٥٦﴾ وَيَجْعَلُونَ لِلَّهِ الْبَنَاتِ سُبْحَانَهُ ۙ وَلَهُم

ہماری دی ہوئی روزی میں سے ف ۷۹ قسم اللہ کی تم سے پوچھنا ہے جو تم بہتان باندھتے ہو ف ۸۰ اور ٹھہراتے ہیں اللہ کے لئے بیٹیاں وہ اس سے پاک ہے ف ۸۱ اور اپنے لئے

مَّا يَشْتَهُونَ ﴿٥٧﴾ وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُم بِالْأُنثَىٰ ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا وَهُوَ كَظِيمٌ ﴿٥٨﴾ يَتَوَارَىٰ

جو دل چاہتا ہے ف ۸۲ اور جب خوشخبری ملے اُن میں کسی کو بیٹی کی سارے دن رہے منہ اُس کا سیاہ اور جی میں گھٹتا رہے ف ۸۳ چھپتا پھرے

مِنَ الْقَوْمِ مِن سُوءِ مَا بُشِّرَ بِهِ ۚ أَيُمْسِكُهُ عَلَىٰ هُونٍ أَمْ يَدُسُّهُ فِي التُّرَابِ ۗ أَلَا سَاءَ

لوگوں سے مارے برائی اُس خوشخبری کے جو سنی ف ۸۴ اُس کو رہنے دے ذلت قبول کر کے یا اس کو داب دے مٹی میں ف ۸۵ سنتا ہے بُرا

مَا يَحْكُمُونَ ﴿٥٩﴾ لِلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ مَثَلُ السَّوْءِ ۖ وَلِلَّهِ الْمَثَلُ الْأَعْلَىٰ ۚ وَهُوَ

فیصلہ کرتے ہیں ف ۸۶ جو نہیں مانتے آخرت کو اُن کی بُری مثال ہے اور اللہ کی مثال سب سے اوپر ف ۸۷ اور وہی ہے

الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿٦٠﴾ وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللَّهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِم مَّا تَرَكَ عَلَيْهَا مِن دَابَّةٍ وَلَٰكِن

زبردست حکمت والا ف ۸۸ اور اگر پکڑے اللہ لوگوں کو اُن کی بے انصافی پر نہ چھوڑے زمین پر ایک چلنے والا لیکن

يُؤَخِّرُهُمْ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى ۖ فَإِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ لَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً ۖ وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ ﴿٦١﴾

ڈھیل دیتا ہے اُن کو ایک وقت موعود تک پھر جب آ پہنچیگا اُن کا وعدہ نہ پیچھے سرک سکیں گے ایک گھڑی اور نہ آگے سرک سکیں گے ف ۸۹

(۷۸) یعنی جہاں سختی دور ہوئی منعم حقیقی کو بھلا بیٹھے۔ اور نہایت بے حیائی سے خدائی کے حصے بخرے کرنے لگے۔ شرم نہ آئی کہ ابھی تھوڑی دیر پہلے عاجز ہو کر کسے پکار رہے تھے۔ نہ محسن حقیقی کا احسان مانا نہ یہ اندیشہ کیا کہ ناشکری کی سزا میں پکڑے جائیں گے، یا کم از کم کفران نعمت سلب نعمت کا موجب ہو جائیگا۔ گویا خدائے وحدہٗ لاشریک لہٗ نے جو انعام فرمایا تھا بالکل اُس کے انکار پر تل گئے۔ بہتر ہے، چند روز کی انہیں مہلت دی جاتی ہے۔ خوب دنیا کے مزے اڑالیں آخر معلوم ہو جائیگا کہ اس مشرکانہ کفران نعمت کی کیسی سزا ملتی ہے۔

(۷۹) یہ اُن کو فرمایا جو اپنے کھیت میں، مواشی میں، تجارت میں اللہ کے سوا کسی دوسرے کی نیاز ٹھہراتے ہیں (موضح القرآن) جیسا کہ مشرکین عرب کا دستور تھا جس کا ذکر آٹھویں پارہ کے تیسرے رکوع میں گذر چکا۔ "مَا لَا يَعْلَمُونَ" سے مراد وہی اصنام وغیرہ ہیں جنہیں مشرکین جہالت اور بے خبری سے معبود یا مالک نفع و ضرر سمجھتے تھے، حالانکہ اس کی کوئی دلیل یا سند اُن کے پاس نہ تھی، پھر شرکا بھی تجویز کئے گئے پتھر کے بت جو ہر قسم کے علم و شعور سے کورے ہیں۔ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ۔

(۸۰) یعنی قیامت میں ان افتراء پردازیوں کی تم سے ضرور باز پرس ہوگی۔ خدا کے دیئے ہوئے مال میں کیا حق تھا کہ دوسروں کو شریک و سہیم بناؤ (باقی کسی کو ثواب پہنچانے کا مسئلہ جداگانہ ہے وہ اس آیت کے تحت میں داخل نہیں)۔

(۸۱) یعنی وہ اس سے پاک ہے کہ اُس کے لئے اولاد ثابت کی جائے۔ خاص کر بیٹیاں۔ تعجب ہے کہ لوگ حق تعالیٰ کی نسبت ایسی جرأت کس طرح کرتے ہیں۔ اس آیت میں "بنو خزاعہ" کا رد ہوا جو فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے۔ (العیاذ باللہ)۔

ف جن کو خبر نہیں۔ ف لائق نہیں۔ ف شان۔

Brought To You By www.e-iqra.info

(۸۲) اللہ کے لئے بیٹیوں کی نسبت یعنی خود اپنے لئے بیٹیاں دیے جانے پر رضامند نہیں ، جب مانگیں گے بیٹا مانگیں گے۔

(۸۳) یعنی ان میں سے کسی کو اگر خبر دی جائے کہ تیرے گھر میں لڑکی پیدا ہوئی ہے تو نفرت وغم سے تیوری چڑھ جائے اور دن بھر ناخوشی سے چہرہ بے رونق اور دل گھٹتا رہے کہ یہ ناشدنی مصیبت کہاں سے سر پر آئی۔

(۸۴) یعنی رسمی ننگ وعار کے تصور سے کہ لڑکی زندہ رہی تو کسی کو داماد بنانا پڑے گا۔ لوگوں کو منہ دکھانا نہیں چاہتا ادھر اُدھر چھپتا پھرتا ہے۔

(۸۵) لڑکیوں کو زندہ گاڑنا یعنی شب وروز اُدھیڑبن میں لگا ہوا ہے اور تجویزیں سوچتا ہے کہ دنیا کی عار قبول کر کے لڑکی کو زندہ رہنے دے یا زمین میں اتار دے ، یعنی ہلاک کر ڈالے۔ جیسا کہ جاہلیت میں بہت سے سنگدل لڑکیوں کو مار ڈالتے تھے یا زندہ زمین میں گاڑ دیتے تھے۔ اسلام نے آکر اس رسم قبیح کو مٹایا اور ایسا قلع قمع کیا کہ اسلام کے بعد سارے ملک میں اس بے رحمی کی ایک مثال بھی پیش نہیں کی جاسکتی بعض نے "اَیُمْسِکُہٗ عَلٰی هُوْنٍ" کے معنی یوں کئے ہیں۔ "روکے رکھے لڑکی کو ذلیل وخوار کر کے" یعنی زندہ رہنے کی صورت میں ایسا ذلیل معاملہ کرے گویا وہ اس کی اولاد ہی نہیں۔ بلکہ آدمی بھی نہیں۔

(۸۶) لڑکیوں کے متعلق جو ظالمانہ فیصلہ اُن کا تھا اُس سے زیادہ بُرا فیصلہ یہ ہے کہ خدا کے لئے اولاد تجویز کریں ، پھر اولاد بھی اناث ، جس سے خود اتنا گھبراتے ہیں۔ گویا اچھی چیز اُن کے لئے اور ناقص خدا کے لئے ہے (العیاذ باللہ)

(۸۷) کفار کی مثال بُری ہے یعنی مشرکین جنہیں اپنے ظلم اور گستاخیوں کے انجام پر یقین نہیں۔ بُری مثال یا بُری صفت وحالت اُن ہی کی ہے۔ وہ ہی اولاد کے محتاج ہیں۔ دُکھ اور ضعیفی وغیرہ میں کام آنے کے لئے اُن کو لڑکوں کا سہارا چاہئے۔ دفع عار یا افلاس وغیرہ کے ڈر سے لڑکیوں کو ہلاک کرنا ان کا شیوہ ہے۔ آخر میں ظلم وشرک وغیرہ کا جو بُرا انجام ہونا چاہئے اس سے بھی وہ بچ نہیں سکتے۔ غرض ہر نہج سے بُری مثال اور نقص وعیب کی نسبت اُن ہی کی طرف ہونی چاہئے۔ حق تعالیٰ کی طرف اُن صفات کی نسبت کرنا جو مخلوق کا خلاصہ ہیں اور (معاذ اللہ) بیٹے بیٹیاں تجویز کر کے حقیر اور پست مثالیں دینا اُس کی شان عظیم ورفیع کے منافی ہے اس کے لئے تو وہ ہی مثالیں اور صفات ثابت کی جاسکتی ہیں جو اعلیٰ سے اعلیٰ اور ہر بلند چیز سے بلند تر ہوں۔

(۸۸) یعنی زبردست تو ایسا ہے کہ تمہاری گستاخیوں کی سزا ہاتھوں ہاتھ دے سکتا ہے۔ لیکن فوراً سزا دینا اُس کی حکمت کے مناسب نہیں۔ لہٰذا ڈھیل دی جاتی ہے کہ اب بھی باز آجائیں اور اپنا رویہ درست کر لیں۔

(۸۹) اللہ کی ڈھیل وقتِ معین تک ہے یعنی اگر خدا تعالیٰ لوگوں کی گستاخی اور ناانصافی پر دنیا میں فوراً پکڑنا اور سزا دینا شروع کر دے تو چند گھنٹے بھی زمین کی یہ آبادی نہیں رہ سکتی کیونکہ دنیا میں بڑا حصہ ظالموں اور بدکاروں کا ہے۔ اور چھوٹی موٹی خطاء وقصور سے تو کوئی خالی ہوگا؟ (کُلُّکُمْ خَطَّاءُوْنَ) جب خاطی وبدکار فوراً ہلاک کر دیے گئے تو صرف معصوم انبیاء کے زمین پر بھیجنے کی بھی ضرورت نہیں رہتی ، بلکہ ان کا ملائکہ معصومین کے ساتھ رہنا زیادہ موزوں ہے۔ جب نیک وبد انسان دونوں زمین پر نہ رہے تو دوسرے حیوانات کا رکھنا بے فائدہ ہوگا ، کیونکہ وہ سب بنی آدم کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ نیز فرض کیجئے خدا نے انسانوں کے ظلم وعدوان پر بارش بند کر دی تو کیا آدمیوں کے ساتھ جانور نہیں مریں گے۔ بہرحال خدا اگر بات بات پر دنیا میں پکڑے اور فوراً سزا دے تو اس دنیا کا سارا قصہ منٹوں میں تمام ہو جائے۔ مگر وہ اپنے حلم وحکمت سے ایسا نہیں کرتا۔ بلکہ مجرموں کو توبہ واصلاح کا موقع دیتا ہے اور وقت موعود تک انہیں ڈھیلا چھوڑتا ہے۔ جب وقت آپہنچا ، پھر ایک سکنڈ اِدھر اُدھر نہیں ہو سکتا۔ (تنبیہ) بعض مفسرین نے "مَا تَرَکَ عَلَیْهَا مِنْ دَآبَّةٍ" سے خاص دابہ ظالمہ مراد ہے۔ اگر یہ صحیح ہو تو مطلب واضح ہے کوئی اشکال نہیں۔ واللہ اعلم۔

Brought To You By www.e-iqra.info

وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ مَا يَكْرَهُوْنَ وَتَصِفُ اَلْسِنَتُهُمُ الْكَذِبَ اَنَّ لَهُمُ الْحُسْنٰى ؕ لَا جَرَمَ اَنَّ لَهُمُ

اور کرتے ہیں اللہ کے واسطے جس کو اپنا جی نہ چاہے ف۹۰ اور بیان کرتی ہیں زبانیں اُن کی جھوٹ کہ اُنکے واسطے خوبی ہے ف۹۱ آپ ثابت ہے کہ اُنکے واسطے

النَّارَ وَاَنَّهُمْ مُّفْرَطُوْنَ ﴿۶۲﴾ تَاللّٰهِ لَقَدْ اَرْسَلْنَاۤ اِلٰۤى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ

آگ ہے اور وہ بڑھائے جارہے ہیں ف۹۲ قسم اللہ کی ہم نے رسول بھیجے مختلف فرقوں میں تجھ سے پہلے پھر اچھے کرکے دکھلائے انکو شیطان نے

اَعْمَالَهُمْ فَهُوَ وَلِيُّهُمُ الْيَوْمَ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۶۳﴾ وَمَاۤ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ

اُن کے کام سو وہی رفیق اُن کا ہے آج اور انکے واسطے عذاب دردناک ہے ف۹۳ اور ہم نے اُتاری تجھ پر کتاب اسی واسطے کہ کھول کر سنادے

لَهُمُ الَّذِى اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ۙ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۶۴﴾ وَاللّٰهُ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً

تو اُن کو وہ چیز کہ جس میں جھگڑ رہے ہیں ف۹۴ اور سیدھی راہ سمجھانے کو اور واسطے بخشش ایمان والوں کے ف۹۵ اور اللہ نے اُتارا آسمان سے پانی

فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ﴿۶۵﴾ وَاِنَّ لَكُمْ فِى ع ۸

پھر اُس سے زندہ کیا زمین کو اُس کے مرنے کے پیچھے ف۹۶ اس میں نشانی ہے اُن لوگوں کو جو سنتے ہیں ف۹۷ اور تمہارے واسطے چوپاؤں

الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ؕ نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِىْ بُطُوْنِهٖ مِنْۢ بَيْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ ﴿۶۶﴾

میں سوچنے کی جگہ ہے۔ پلاتے ہیں تم کو اُس کے پیٹ کی چیزوں میں سے گوبر اور لہو کے بیچ میں سے دودھ ستھرا ف۹۸ خوش گوار پینے والوں کے لئے ف۹۹

وَمِنْ ثَمَرٰتِ النَّخِيْلِ وَالْاَعْنَابِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سَكَرًا وَّرِزْقًا حَسَنًا ؕ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ

اور میووں سے کھجور کے اور انگور کے بناتے ہو اس سے نشہ اور روزی خاصی ف۱۰۰ اس میں نشانی ہے اُن

لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۶۷﴾

لوگوں کے واسطے جو سمجھتے ہیں۔ ف۱۰۱

(۹۰) یعنی جو چیزیں بُری سمجھ کر اپنے لئے پسند نہیں کرتے مثلاً بیٹیاں یا اپنی ملک میں کسی اجنبی کی شرکت یا استہزاء و استخفاف کا معاملہ وہ خداوند قدوس کے لئے ثابت کرتے ہیں۔

(۹۱) **کفار کے جھوٹے دعوے** یعنی باوجود ایسی گستاخیوں کے زبان پر یہ جھوٹا دعویٰ ہے کہ ہم تو دنیا میں بھی بھلی چیزوں کے لائق ہیں۔ اور اگر آخرت وغیرہ کے قصے سچے ہوئے تو وہاں بھی خوب چین اڑائیں گے۔ وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ رَحْمَةً مِّنَّا مِنْۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ هٰذَا لِىْ ۙ وَمَاۤ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً ۙ وَّلَئِنْ رُّجِعْتُ اِلٰى رَبِّىْۤ اِنَّ لِىْ عِنْدَهٗ لَلْحُسْنٰى (حٰمٓ السجدہ ۷ رکوع ۶)

(۹۲) یعنی ان گستاخیوں کے ساتھ ایسی باطل آرزوئیں رکھنا ہی اس کی دلیل ہے کہ ان کے لئے کوئی خوبی اور بھلائی تو کیا ہوتی، البتہ دوزخ تیار ہے جس کی طرف وہ بڑھائے جارہے ہیں اور جہاں پہنچ کر گویا بالکل بھلا دیئے جائیں گے۔ یعنی ابدالآباد تک کبھی مہربانی کی نظر ان پر نہ ہوگی۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ یہ اُن کو فرمایا جو ناکارہ چیزیں اللہ کے نام دیں اور اُس پر یقین کریں کہ ہم کو بہشت ملیگی۔ حالانکہ وہ روز بروز دوزخ کی طرف بڑھتے ہیں۔

(۹۳) **آنحضرتؐ کو تسلی** کفار مکہ کی گستاخیوں اور لغو و بیہودہ دعاوی کا ذکر کرکے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تسلی دیتے ہیں کہ آپ اُن

ف ٹھہراتے۔ ف محقق ہوگیا۔ ف رحمت ان لوگوں کے لئے جو ایمان لائے۔ ف درمیان سے۔ ف سوچتے ہیں۔

Brought To You By www.e-iqra.info

کی حرکتوں سے دلگیر اور رنجیدہ نہ ہوں۔ ہم نے آپ سے پہلے بھی مختلف اُمتوں کی طرف پیغمبر بھیجے ہیں لیکن ہمیشہ یہی ہوا کیا کہ شیطان لعین مکذبین کو اُن کے عمل اچھے کر کے دکھلاتا رہا۔ اور وہ برابر شرارت میں بڑھتے رہے۔ آج وہ سب خدائی عذاب کے نیچے ہیں اور شیطان جو ان کا رفیق ہے کچھ کام نہیں آتا۔ نہ اُن کی فریاد کو پہنچ سکتا ہے۔ یہ ہی انجام آپ کے مکذبین کا ہوگا۔ بعض نے "فَهُوَ وَلِيُّهُمُ الْيَوْمَ" کا یہ مطلب لیا ہے کہ شیطان جس نے اگلوں کو بہکایا تھا وہ ہی آج اِن (کفار مکہ) کا رفیق بنا ہوا ہے۔ لہٰذا جو حشر اُن کا ہوا ان کا بھی ہوگا۔

(۹۴) یعنی قرآن صرف اس لئے اُتارا گیا ہے کہ جن سچے اصولوں میں لوگ اختلاف کر رہے ہیں اور جھگڑے ڈال رہے ہیں (مثلاً توحید و معاد اور احکام حلال و حرام وغیرہ) اُن سب کو وضاحت و تحقیق کے ساتھ بیان کر دے۔ کوئی اشکال و خفا باقی نہ رہے۔ گویا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بذریعہ قرآن تمام نزاعات کا دو ٹوک فیصلہ سُنا دیں اور بندوں پر خدا کی حجت تمام کر دیں۔ آگے ماننا نہ ماننا خود مخاطبین کا کام ہے جسے توفیق ہو گی قبول کریگا۔ آپ کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔

(۹۵) یعنی فیصلہ اور بیان تو سب کے لئے ہے لیکن اُس کی ہدایت سے منتفع ہونا اور رحمت الٰہیہ کی آغوش میں آنا انہی کا حصہ ہے جو اُس فیصلہ کو صدق دل سے تسلیم کرتے ہیں اور بطوع و رغبت ایمان لاتے ہیں۔

(۹۶) یعنی خشک زمین کو آسمانی بارش سے سرسبز کر دیا گویا خشک ہونا زمین کی موت اور سرسبز و شاداب ہونا حیات ہے۔

(۹۷) یعنی اسی طرح قرآن سے جاہلوں کو عالم اور مردہ دلوں کو زندہ کر دے گا۔ اگر توجہ قلبی اور انصاف سے سُنیں گے۔

(۹۸) **چوپایوں میں عبرت کے نشان** یعنی اُونٹ، گائے، بھینس وغیرہ جانور جو گھاس چارہ کھاتے ہیں۔ وہ پیٹ میں پہنچ کر تین چیزوں کی طرف مستحیل ہو جاتا ہے۔ قدرت نے ان حیوانات کے جسم کے اندرونی حصہ میں ایسی مشین لگا دی ہے جو غذا کے کچھ اجزاء کو تحلیل کر کے فضلہ (گوبر) کی شکل میں باہر پھینک دیتی ہے اور کچھ اجزاء کو خون بنا کر عروق میں پھیلا دیتی ہے جو اُن کی حیات و بقا کا سبب بنتا ہے۔ اور اُسی مادہ میں سے جس کے بعض اجزاء گوبر اور بعض خون بن گئے اِن دو گندی چیزوں کے درمیان ایک تیسری چیز (دودھ) تیار کرتی ہے، جو نہایت پاک، طیب اور خوشگوار چیز ہے۔

(۹۹) **مشروبات کا بیان** پہلے کتاب اُتارنے کی مناسبت سے پانی اُتارنے کا ذکر فرمایا تھا اِن آیات میں پانی کی مناسبت سے باقی انواع مشروبات کا تذکرہ ہوا ہے۔ یعنی دودھ، شراب و نبیذ، اور شہد۔ ایک دوسرے موقع پر جہاں جنت کی نہروں کا ذکر آیا ہے مشروبات کی یہ ہی چار قسمیں مذکور ہوئی ہیں۔ فِيهَآ أَنْهَٰرٌ مِّن مَّآءٍ غَيْرِ ءَاسِنٍ وَأَنْهَٰرٌ مِّن لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهُۥ وَأَنْهَٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشَّٰرِبِينَ وَأَنْهَٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى (محمد رکوع ۲) یہاں اس قسم کی چیزوں کے ذکر سے مقصود یہ ہے کہ لوگوں کے خیال میں جو بڑی بڑی نعمتیں ہیں وہ سب خدا کی پیدا کی ہوئی ہیں۔ پھر تعجب ہے کہ آدمی کس طرح منعم حقیقی کے احسانات بھلا کر دوسروں کا غلام بن جاتا ہے گویا شرک کے رد کی طرف اشارہ ہوا اور یہ بھی کہ جس طرح تمہاری جسمانی زندگی کے لئے خدا نے طرح طرح کے انتظامات اور مناسب سامان کئے ہیں ضرور ہے کہ روحانی زندگی اور باطنی ترقی کے وسائل و ذرائع بھی کافی مقدار میں مہیا کئے ہوں گے۔

(۱۰۰) **پھلوں کے منافع** یعنی اِن میووں سے نشہ لانے والی شراب کشید کرتے ہو۔ اور کھانے پینے کی دوسری عمدہ چیزیں مثلاً شربت، نبیذ، سرکہ، اور خشک خرما یا کشمش وغیرہ اُن سے حاصل کرتے ہو۔ (تنبیہ) یہ آیت مکی ہے شراب مکہ میں حرام نہ ہوئی تھی پینے والے اس وقت تک بے تکلف پیتے تھے۔ ہجرت کے بعد حرام ہوئی۔ پھر کسی مسلمان نے ہاتھ نہیں لگایا۔ تاہم اس مکی آیت میں بھی "سکرا" کے بعد "وَرِزْقًا حَسَنًا" فرما کر متنبہ فرما دیا کہ جو چیز آئندہ حرام ہونے والی ہے اُس پر "رزق حسن" کا اطلاق کرنا موزوں نہیں۔

(۱۰۱) یہاں "يَعْقِلُونَ" کا لفظ جو عقل سے مشتق ہے "سَكَرًا" کے تذکرہ سے خاص مناسبت رکھتا ہے چونکہ نشہ عقل کو زائل کر دیتا ہے

Brought To You By www.e-iqra.info

اس لیئے اشارہ فرمادیا کہ آیات کا سمجھنا عقل والوں کا کام ہے نشہ پینے والوں کا نہیں۔

وَ اَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِیْ مِنَ الْجِبَالِ بُیُوْتًا وَّ مِنَ الشَّجَرِ وَ مِمَّا یَعْرِشُوْنَ ﴿۶۸﴾ ثُمَّ كُلِیْ

اور حکم دیا تیرے رب نے شہد کی مکھی کو کہ بنالے پہاڑوں میں گھر اور درختوں میں اور جہاں ٹٹیاں باندھتے ہیں ف۱۰۲ پھر کھا

مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُكِیْ سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا ؕ یَخْرُجُ مِنْۢ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِیْهِ

ہر طرح کے میووں سے ف۱۰۳ پھر چل راہوں میں اپنے رب کی صاف پڑی ہیں ف۱۰۴ نکلتی ہے ان کے پیٹ میں سے پینے کی چیز جسکے مختلف رنگ ہیں ف۱۰۵ اس میں

شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۶۹﴾ وَ اللّٰهُ خَلَقَكُمْ ثُمَّ یَتَوَفّٰىكُمْ ۙ وَ مِنْكُمْ

مرض اچھے ہوتے ہیں لوگوں کے ف۱۰۶ اس میں نشانی ہے ان لوگوں کیلئے جو دھیان کرتے ہیں ف۱۰۷ اور اللہ نے تم کو پیدا کیا پھر تم کو موت دیتا ہے اور کوئی تم میں سے

۹/۵ ۱۵ مَّنْ یُّرَدُّ اِلٰۤى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَیْ لَا یَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَیْـًٔا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ قَدِیْرٌ ﴿۷۰﴾ ع وَ اللّٰهُ

پہنچ جاتا ہے نکمی عمر کو کہ سمجھنے کے پیچھے اب کچھ نہ سمجھے اللہ خبردار ہے قدرت والا ف۱۰۸ اور اللہ

فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ فِی الرِّزْقِ ۚ فَمَا الَّذِیْنَ فُضِّلُوْا بِرَآدِّیْ رِزْقِهِمْ عَلٰى مَا مَلَكَتْ

نے بڑائی دی تم میں ایک کو ایک پر روزی میں سو جن کو بڑائی دی وہ نہیں پہنچا دیتے اپنی روزی اُن کو جن کے مالک

اَیْمَانُهُمْ فَهُمْ فِیْهِ سَوَآءٌ ؕ اَفَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ یَجْحَدُوْنَ ﴿۷۱﴾

اُن کے ہاتھ ہیں کہ وہ سب اس میں برابر ہو جائیں کیا اللہ کی نعمت کے منکر ہیں ف۱۰۹

(۱۰۲) **شہد کی مکھی میں اللہ کی نشانیاں** یعنی انگور کی بیل چڑھانے کو جو ٹٹیاں باندھتے ہیں یا جو عمارتیں لوگ تیار کرتے ہیں۔ شہد کی مکھی کو حکم دینے کا یہ مطلب ہے کہ اس کی فطرت ایسی بنائی کہ باوجود ادنیٰ حیوان ہونے کے نہایت کاریگری اور باریک صنعت سے اپنا چھتہ پہاڑوں، درختوں اور مکانوں میں تیار کرتی ہے۔ ساری مکھیاں ایک بڑی مکھی کے ماتحت رہ کر پوری فرمانبرداری کے ساتھ کام کرتی ہیں۔ ان کے سردار کو "یعسوب" کہا جاتا ہے۔ جس کے ساتھ مکھیوں کا جلوس چلتا ہے۔ جب کسی جگہ مکان بناتی ہیں تو سب خانے "مسدس متساوی الاضلاع" کی سے شکل پر ہوتے ہیں۔ بدون مسطر و پرکار وغیرہ کے اس قدر صحت و انضباط کے ساتھ ٹھیک ایک ہی شکل پر تمام خانوں پر رکھنا، آدمی کو حیرت زدہ کر دیتا ہے۔ حکماء کہتے ہیں کہ مسدس کے علاوہ کوئی دوسری شکل اگر اختیار کی جاتی تو لامحالہ درمیان میں کچھ جگہ فضول خالی رہتی۔ فطرت نے ایسی شکل کی طرف رہنمائی کی جس میں ذرا سا فرجہ بھی بے کار نہ رہے۔

(۱۰۳) "کُلِیْ" اور "فَاسْلُکِیْ" سب اوامر تکوینیہ ہیں۔ یعنی فطرۃً اس کو ہدایت کی کہ اپنی خواہش اور استعداد و مزاج کے مناسب ہر قسم کے پھلوں اور میووں میں سے اپنی غذا حاصل کرے۔ چنانچہ مکھیاں اپنے چھتہ سے نکل کر رنگ برنگ کے پھول پھل چوستی ہیں جن سے شہد اور موم وغیرہ حاصل ہوتا ہے

(۱۰۴) **شہد کی مکھی کے راستے** یعنی غذا حاصل کرنے اور کھا پی کر چھتہ کی طرف واپس آنے کے راستے صاف کھلے پڑے ہیں کوئی روک ٹوک نہیں۔ چنانچہ دیکھا گیا ہے کہ مکھیاں غذا کی تلاش میں بعض اوقات بہت دور نکل جاتی ہیں پھر بے تکلف اپنے چھتہ میں واپس آجاتی ہیں۔ ذرا راستہ نہیں بھولتیں۔ بعض نے "فَاسْلُکِیْ سُبُلَ رَبِّکِ ذُلُلًا" کا مطلب یہ لیا ہے کہ قدرت نے تیرے عمل و تصرف کے جو فطری راستے مقرر کر دیئے ہیں ان پر مطیع و منقاد بن کر چلتی رہ۔ مثلاً پھول پھل چوس کر فطری قویٰ و تصرفات سے شہد وغیرہ تیار کر۔

ل رستوں میں۔

Brought To You By www.e-iqra.info

(۱۰۵) یعنی مختلف رنگ کا شہد نکلتا ہے سفید، سُرخ، زرد، کہتے ہیں کہ رنگتوں کا اختلاف موسم غذا اور مکھی کی عمر وغیرہ کے اختلاف سے پیدا ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔

(۱۰۶) **شہد میں شفاء ہے** یعنی بہت سی بیماریوں میں صرف شہد خالص یا کسی دوسری دوا میں شامل کر کے دیا جاتا ہے جو باذن اللہ مریضوں کی شفایابی کا ذریعہ بنتا ہے۔ حدیث صحیح میں ہے کہ ایک شخص کو دست آ رہے تھے اُس کا بھائی حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے شہد پلانے کی رائے دی۔ شہد پینے کے بعد اسہال میں ترقی ہو گئی۔ اُس نے پھر حاضر ہو کر عرض کیا کہ حضرت دست زیادہ آنے لگے فرمایا "صَدَقَ اللّٰهُ وَكَذَبَ بَطْنُ اَخِيْكَ" (اللہ سچا ہے اور تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے)۔ پھر پلاؤ۔ دوبارہ پلانے سے بھی وہ ہی کیفیت ہوئی۔ آپؐ نے پھر وہی فرمایا۔ آخر تیسری مرتبہ پلانے سے دست بند ہو گئے اور طبیعت صاف ہو گئی۔ اطباء نے اپنے اصول کے موافق کہا ہے کہ بعض اوقات پیٹ میں "کیموس" فاسد ہوتا ہے جو پیٹ میں پہنچنے والی ہر ایک غذا اور دوا کو فاسد کر دیتا ہے اس لئے دست آتے ہیں اُس کا علاج یہ ہی ہے کہ مسہلات دی جائیں۔ تا وہ "کیموس فاسد" خارج ہو۔ شہد کے مسہل ہونے میں کسی کو کلام نہیں۔ گویا حضورؐ کا مشورہ اسی طبی اصول کے موافق تھا۔ مامون رشید کے زمانہ میں ثمامہ عبسی کو جب اسی قسم کا مرض لاحق ہوا تو اُس زمانہ کے شاہی طبیب یزید بن یوحنا نے مسہل سے اس کا علاج کیا اور یہ ہی وجہ بتلائی۔ آج کل کے اطباء شہد کے استعمال کو استطلاق بطن کے علاج میں بیحد مفید بتلاتے ہیں۔

(۱۰۷) **بُروں سے بھلوں کی تخلیق** حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے اُوپر کی آیتوں میں بُرے میں سے بھلا نکلنے کے تین پتے بتلائے۔ جانور کے پیٹ اور خون گوبر کے مادہ سے دودھ، نشے کے مادہ (انگور کھجور وغیرہ) سے پاک روزی اور مکھی کے پیٹ سے شہد۔ تینوں میں اشارہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ اس قرآن کی بدولت جاہلوں کی اولاد میں عالم پیدا کریگا۔ حضرت کے وقت میں یہ ہی ہوا کہ کافروں کی اولاد عارف کامل ہوئی۔

(۱۰۸) **انسانی وجود میں نشانیاں** قدرت کے بہت سے خارجی نشان بیان فرما کر انسان کو متنبہ کرتے ہیں کہ خود اپنے اندرونی حالات میں غور کرے۔ وہ کچھ نہ تھا، خدا نے وجود بخشا، پھر موت بھیجی اور دی ہوئی زندگی واپس لے لی۔ یہ کچھ نہ کر سکا اور بعضوں کو موت سے پہلے ہی پیرانہ سالی کے ایسے درجہ میں پہنچا دیا کہ ہوش و حواس ٹھکانے نہ رہے۔ نہ ہاتھ پاؤں میں طاقت رہی، بالکل نکما ہو گیا۔ نہ کوئی بات سمجھتا ہے۔ نہ سمجھی ہوئی یاد رکھ سکتا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ علم و قدرت اسی خالق و مالک کے خزانہ میں ہے۔ جب اور جس قدر چاہے دے اور جب چاہے واپس کر لے۔ حضرت شاہ صاحبؒ کے نزدیک آیت میں اس طرف اشارہ ہے کہ اس اُمت میں کامل پیدا ہو کر پھر ناقص پیدا ہونے لگیں گے۔ واللہ اعلم۔

(۱۰۹) **رزق میں ایک دوسرے پر فضیلت** یعنی خدا کی دی ہوئی روزی اور بخشش سب کے لئے برابر نہیں۔ بلحاظ تفاوت استعداد و احوال کے اُس نے اپنی حکمت بالغہ سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ کسی کو مالدار اور با اقتدار بنایا جس کے ہاتھ تلے بہت سے غلام اور نوکر چاکر ہیں۔ جن کو اسی کے ذریعہ سے روزی پہنچتی ہے۔ ایک وہ غلام ہیں جو بذات خود ایک پیسہ یا ادنیٰ اختیار کے مالک نہیں، ہر وقت آقا کے اشاروں کے منتظر رہتے ہیں۔ پس کیا دنیا میں کوئی آقا گوارا کریگا کہ غلام یا نوکر چاکر جو بہر حال اسی جیسے انسان ہیں بدستور غلامی کی حالت میں رہتے ہوئے اس کی دولت، عزت، بیوی وغیرہ میں برابر کے شریک ہو جائیں غلام کا حکم تو شرعًا یہ ہے کہ بحالت غلامی کسی چیز کا مالک بنایا جائے تب بھی نہیں بنتا۔ آقا ہی مالک رہتا ہے اور فرض کرو آقا غلامی سے آزاد کر کے اپنی دولت وغیرہ میں برابر کا حصہ دار بنا لے تو مساوات بیشک ہو جائیگی لیکن اس وقت غلام غلام نہ رہا۔ بہر کیف غلامی اور مساوات جمع نہیں ہو سکتی۔ جب دو ہم جنس اور متحد النوع انسانوں کے اندر مالک و مملوک میں شرکت و مساوات نہیں ہو سکتی، پھر غضب ہے کہ خالق و مخلوق کو معبودیت وغیرہ میں برابر کر دیا جائے۔ اور اُن چیزوں کو جنہیں خدا کی مملوک سمجھنے کا اقرار خود مشرکین بھی کرتے تھے (اِلَّا شَرِيْكًا هُوَ لَكَ تَمْلِكُهٗ وَمَا مَلَكَ) مالک حقیقی کا شریک و سہیم ٹھہرا دیا جائے کیا منعم حقیقی کی نعمتوں

Brought To You By www.e-iqra.info

کا یہی شکریہ ہے کہ جس بات کے قبول کرنے سے خود ناک بھووں چڑھاتے ہو اُس سے زیادہ قبیح و شنیع صورت اُس کے لئے تجویز کی جائے۔ نیز جس طرح روزی وغیرہ میں حق تعالیٰ نے بعض کو بعض پر فضیلت دی، سب کو ایک درجہ میں نہیں رکھا، اگر علم و عرفان اور کمالات نبوت میں کسی ہستی کو دوسروں سے فائق کر دیا تو خدا کی اس نعمت سے انکار کرنے کی بجز ہٹ دھرمی کے کیا وجہ ہو سکتی ہے۔

وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ بَنِيْنَ وَحَفَدَةً وَّرَزَقَكُمْ

اور اللہ نے پیدا کیں تمہارے واسطے تمہاری ہی قسم سے عورتیں ف۱۱۰ اور دیئے تم کو تمہاری عورتوں سے بیٹے اور پوتے ف۱۱۱ اور کھانے کو دیں تم کو

مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ۭ اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَتِ اللّٰهِ هُمْ يَكْفُرُوْنَ ۝۷۲ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ

ستھری چیزیں ف۱۱۲ سو کیا جھوٹی باتیں مانتے ہیں اور اللہ کے فضل کو نہیں مانتے ف۱۱۳ اور پوجتے ہیں اللہ کے

اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَهُمْ رِزْقًا مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ شَيْــــًٔا وَّلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ۝۷۳ فَلَا

سوائے ایسوں کو جو مختار نہیں اُن کی روزی کے آسمان اور زمین میں سے کچھ بھی ف۱۱۴ اور نہ قدرت رکھتے ہیں ف۱۱۵ سو مت

تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝۷۴ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا

چسپاں کرو اللہ پر مثالیں ف۱۱۶ بیشک اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ف۱۱۷ اللہ نے بتلائی ایک مثال ایک بندہ

مَّمْلُوْكًا لَّا يَقْدِرُ عَلٰي شَيْءٍ وَّمَنْ رَّزَقْنٰهُ مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا وَّجَهْرًا ۭ

پرایا مال نہیں قدرت رکھتا کسی چیز پر اور ایک جسکو ہم نے روزی دی اپنی طرف سے خاصی روزی سو وہ خرچ کرتا ہے اس میں سے چھپا کر اور سب کے روبرو

هَلْ يَسْتَوٗنَ ۭ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۷۵

کہیں برابر ہوتے ہیں سب تعریف اللہ کو ہی ہے پر بہت لوگ نہیں جانتے ف۱۱۸

(۱۱۰) یعنی نوع انسان ہی سے تمہارا جوڑا پیدا کیا۔ تا الفت و موانست قائم رہے۔ اور تخلیق کی غرض پوری ہو۔ "وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً" (الروم رکوع ۳)

(۱۱۱) جو تمہاری بقاء نوعی کا ذریعہ ہیں۔

(۱۱۲) جو بقائے شخصی کا سبب ہے۔

(۱۱۳) یعنی بتوں کا احسان مانتے ہیں کہ بیماری سے چنگا کیا یا بیٹا دیا، یا روزی دی، اور یہ سب جھوٹ اور وہ جو سچ دینے والا ہے اُس کے شکر گذار نہیں۔ کذا فی الموضح۔ اور شاید یہ بھی اشارہ ہو کہ فانی و زائل زندگانی کی بقاء نوعی و شخصی کے اسباب کو تو مانتے ہو اور خدا کی سب سے بڑی نعمت (پیغمبر علیہ السلام کی ہدایات) کو جو بقائے ابدی اور حیات جاودانی کا واحد ذریعہ ہے، تسلیم نہیں کرتے اَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللّٰهَ بَاطِلٌ۔

(۱۱۴) یعنی نہ آسمان سے مینہ برسانے کا خدائی اختیار رکھتے ہیں نہ زمین سے غلہ اُگانے کا۔ پھر قادر مطلق کے شریک معبودیت میں کس طرح بن گئے؟۔

(۱۱۵) یعنی نہ فی الحال اختیار حاصل ہے نہ آئندہ حاصل کرنے کی قدرت رکھتے ہیں۔

۱؎ بتلاؤ ۲؎ غلام ۳؎ اختیار۔

Brought To You By www.e-iqra.info

(۱۱۶) **اللہ کیلئے کوئی مثال نہیں** مشرک کہتے تھے کہ مالک اللہ ہی ہے۔ یہ لوگ اس کی سرکار میں مختار ہیں۔ ہمارے کام ان ہی سے پڑتے ہیں۔ بڑی سرکار تک براہ راست رسائی نہیں ہو سکتی۔ سو یہ مثال غلط ہے جو بارگاہِ احدیت پر چسپاں نہیں۔ اللہ ہر چیز آپ کرتا ہے۔ خواہ بالواسطہ ہو یا بلاواسطہ کوئی کام کسی کو اس طرح سپرد نہیں کر رکھا جیسے سلاطین دنیا اپنے ماتحت حکام اختیارات تفویض کر دیتے ہیں کہ تفویض تو ارادہ واختیار سے کیا لیکن بعد تفویض ان اختیارات کے استعمال میں ماتحت آزاد ہیں۔ کسی مجسٹریٹ کے فیصلہ کے وقت بادشاہ یا پارلیمنٹ کو اُس واقعہ اور فیصلہ کی مطلق خبر نہیں ہوتی۔ نہ اُس وقت جزئی طور پر بادشاہ کی مشیت وارادہ کو فیصلہ صادر کرنے میں قطعاً دخل ہے۔ یہ صورت حق تعالیٰ کے یہاں نہیں۔ بلکہ ہر ایک چھوٹا بڑا کام اور ادنیٰ سے ادنیٰ جزئی خواہ بواسطہ اسباب یا بلاواسطہ اُس کے علم محیط اور مشیت وارادہ سے وقوع پذیر ہوتی ہے اسی لئے لازم ہے کہ آدمی ہر کلّی جزئی کا فاعل اور مؤثر حقیقی اعتقاد کر کے تنہا اُسی کو معبود ومستعان سمجھے۔ (تنبیہ) ابن عباس وغیرہ سلف سے "فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ" کا یہ مطلب منقول ہے کہ خدا کا مماثل کسی کو مت ٹھہراؤ۔

(۱۱۷) **دو مثالیں** یعنی تم نہیں جانتے کہ خدا کے لئے کس طرح مثال پیش کرنی چاہئے۔ جو اصل حقیقت اور صحیح مطلب کی تفہیم میں معین ہو۔ اور اُس کی عظمت ونزاہت کے خلاف شبہ پیدا نہ کرے۔ اگر صحیح مثال چاہو تو آگے دو مثالیں بیان فرمائیں۔ انہیں غور سے سنو اور تمثیل کی غرض کو سمجھو۔

(۱۱۸) ایک شخص وہ ہے جو آزاد نہیں۔ دوسرے کا مملوک غلام ہے، کسی طرح کی قدرت واختیار نہیں رکھتا ہر ایک تصرف میں مالک کی اجازت کا محتاج ہے بدون اجازت اُس کے سب تصرفات غیر معتبر ہیں۔ دوسرا آزاد اور بااختیار شخص ہے جسے خدا نے اپنے فضل سے بہت کچھ مقدرت اور روزی عنایت فرمائی جس میں سے دن رات سرًّا وعلانیةً بیدریغ خرچ کرتا ہے۔ کوئی اس کا ہاتھ نہیں روک سکتا کیا یہ دونوں شخص برابر ہو سکتے ہیں؟ اسی طرح سمجھ لو کہ حق تعالیٰ ہر چیز کا مالک حقیقی ہے، سب تعریفیں اور خوبیاں اس کے خزانہ میں ہیں۔ جس کو جو چاہے دے۔ کوئی مزاحمت کرنے والا نہیں۔ ذرہ ذرہ پر کُلّی اختیار اور کامل قبضہ رکھتا ہے۔ یہ کس قدر ظلم ہوگا کہ ایک پتھر کے بُت کو اُس کی برابر کر دیا جائے جو کسی چیز کا مالک نہیں۔ بلکہ خود پرایا مال ہے۔ اگر مالک مجازی اور مملوک مجازی برابر نہیں ہو سکتے تو کوئی مملوک محض مالک حقیقی کا شریک کیسے بن سکتا ہے۔ یہاں سے یہ بھی سمجھ لو کہ خدائے واحد کا پرستار جسے مالک نے علم وایمان کی دولت بخشی اور لوگوں میں شب وروز روحانی نعمتیں تقسیم کرنے کا ذریعہ بنایا۔ کیا ایک پلید مشرک کو جو بت کا مملوک، اہواء واوہام کا غلام اور عمل مقبول سے محض تہیدست ہے، اس مومن موحد کے ساتھ برابر کھڑا کیا جا سکتا ہے؟ کلّا واللہ۔

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ اَحَدُهُمَآ اَبْكَمُ لَا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّهُوَ كَلٌّ عَلٰى مَوْلٰهُ

اور بتائی اللہ نے ایک دوسری مثال دو مرد ہیں ایک گونگا ۱۱۹ کچھ کام نہیں کر سکتا ۱۲۰ اور وہ بھاری ہر اپنے صاحب[1] پر جس

اَيْنَمَا يُوَجِّهْهُّ لَا يَاْتِ بِخَيْرٍ هَلْ يَسْتَوِيْ هُوَ وَمَنْ يَّاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَهُوَ عَلٰى

طرف اُس کو بھیجے نہ کر کے لائے کچھ بھلائی ۱۲۱ کہیں برابر ہے وہ اور ایک وہ شخص جو حکم کرتا ہے انصاف سے اور ہے سیدھی

صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۷۶﴾ وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَآ اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ ع ۱۰/۱۲

راہ پر ۱۲۲ اور اللہ ہی کے پاس ہیں بھید آسمانوں اور زمین کے ۱۲۳ اور قیامت کا کام تو ایسا ہے جیسے پلک لگاہ کی"

[1] مالک۔

Brought To You By www.e-iqra.info

اَوْ هُوَ اَقْرَبُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝۷۷ وَ اللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْۢ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ

یا اُس سے بھی قریب ف۱۲۴ اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے ف۱۲۵ اور اللہ نے تم کو نکالا تمہاری ماں کے پیٹ سے

لَا تَعْلَمُوْنَ شَیْــٴًـا ۙ وَّ جَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَ الْاَبْصَارَ وَ الْاَفْـٕدَةَ ۙ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝۷۸ اَلَمْ

نہ جانتے تھے تم کسی چیز کو اور دیئے تم کو کان اور آنکھیں اور دل تاکہ تم احسان مانو ف۱۲۶ کیا نہیں

یَرَوْا اِلَى الطَّیْرِ مُسَخَّرٰتٍ فِیْ جَوِّ السَّمَآءِ ؕ مَا یُمْسِكُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ

دیکھے اُڑتے جانور حکم کے باندھے ہوئے آسمان کی ہوا میں کوئی نہیں تھام رہا اُن کو سوائے اللہ کے ف۱۲۷ اس میں نشانیاں ہیں

لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ۝۷۹ وَ اللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْۢ بُیُوْتِكُمْ سَكَنًا وَّ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ جُلُوْدِ

اُن لوگوں کو جو یقین لاتے ہیں ف۱۲۸ اور اللہ نے بنا دیئے تم کو تمہارے گھر بسنے کی جگہ ف۱۲۹ اور بنا دیئے تم کو چوپاؤں کی

الْاَنْعَامِ بُیُوْتًا تَسْتَخِفُّوْنَهَا یَوْمَ ظَعْنِكُمْ وَ یَوْمَ اِقَامَتِكُمْ ۙ وَ مِنْ اَصْوَافِهَا وَ اَوْبَارِهَا

کھال سے ڈیرے جو ہلکے رہتے ہیں تم پر جس دن سفر میں ہو اور جس دن گھر میں ف۱۳۰ اور بھیڑوں کی اُون سے اور اونٹوں کی ببریوں سے ف۱۳۱

وَ اَشْعَارِهَاۤ اَثَاثًا وَّ مَتَاعًا اِلٰى حِیْنٍ ۝۸۰ وَ اللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّمَّا خَلَقَ ظِلٰلًا وَّ جَعَلَ لَكُمْ

اور بکریوں کے بالوں سے کتنے اسباب اور استعمال کی چیزیں وقت مقرر تک ف۱۳۲ اور اللہ نے بنا دیئے تمہارے واسطے اپنی بنائی ہوئی چیزوں کے سائے ف۱۳۳ اور بنا دیں تمہارے واسطے

مِّنَ الْجِبَالِ اَكْنَانًا وَّ جَعَلَ لَكُمْ سَرَابِیْلَ تَقِیْكُمُ الْحَرَّ وَ سَرَابِیْلَ تَقِیْكُمْ بَاْسَكُمْ ؕ

پہاڑوں میں چھپنے کی جگہیں ف۱۳۴ اور بنا دیے تم کو کرتے جو بچاؤ ہیں گرمی میں ف۱۳۵ اور کرتے جو بچاؤ ہیں لڑائی میں ف۱۳۶

كَذٰلِكَ یُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَیْكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُوْنَ ۝۸۱

اسی طرح پورا کرتا ہے اپنا احسان تم پر تاکہ تم حکم مانو ف۱۳۷

(۱۱۹) گونگا ہے تو لازمی طور پر بہرا بھی ہوگا۔ گویا نہ اپنی کہہ سکے نہ دوسرے کی سن سکے۔

(۱۲۰) کیونکہ نہ حواس رکھتا ہے نہ عقل، اور اپاہج ہے جو چل پھر بھی نہیں سکتا۔

(۱۲۱) یعنی مالک کے کسی کام کا نہیں۔ جدھر اُسے بھیجنا چاہے یا متوجہ کرے کچھ بھلائی اور فلاح نہ پہنچا سکے۔

(۱۲۲) یعنی خود سیدھی راہ پر قائم رہ کر دوسروں کو بھی اعتدال و انصاف کے راستہ پر لیجا رہا ہے۔ جب یہ دونوں شخص برابر نہیں ہو سکتے تو ایک خود تراشیدہ پتھر کی مورتی کو (العیاذ باللہ) "خدائی" کا درجہ کیونکر دیا جا سکتا ہے۔ یا ایک اندھا بہرا مشرک جو خدا کی پیدا کی ہوئی روزی کھاتا ہے اور چھدام کا کام کر کے نہیں دیتا، اُس مومن قانت کی ہمسری کیسے کر سکتا ہے جو خود سیدھی راہ پر ہو اور دوسروں کو اپنے ساتھ ترا لیجائے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی "خدا کی دو مخلوق ایک بُت نکمّا نہ ہل سکے نہ چل سکے جیسے گونگا غلام، دوسرا رسول جو اللہ کی راہ بتا دے ہزاروں کو اور آپ بندگی پر قائم ہے، اس کے تابع ہونا بہتر یا اُس کے اھ"۔

(۱۲۳) اللہ تمام بھیدوں کو جانتا ہے | یعنی ساری مخلوق یکساں نہ ہوئی۔ ایک آدمی کا حال دوسرے سے بے انتہا مختلف ہوا۔ سب چیزیں ایک سطح مستوی پر کھڑی نہیں کی گئیں۔ اس کا بھید اور ہر ایک کی پوشیدہ استعداد اور مخفی حالت کا علم خدا ہی کے پاس ہے۔ چنانچہ وہ اپنے علم محیط کے موافق قیامت میں ہر ایک کے ساتھ جُداگانہ معاملہ کرے گا۔ اور مختلف احوال پر مختلف نتائج مرتب فرمائیگا۔

Brought To You By www.e-iqra.info

(۱۲۴) **قیامت دُور نہیں** | یعنی قیامت کے آنے کو مستبعد مت سمجھو، خدا کے آگے کوئی چیز مشکل نہیں تمام لوگوں کو جب دوبارہ پیدا کرنا چاہے گا تو پلک جھپکنے کی دیر بھی نہ لگے گی، اُدھر سے ارادہ ہوتے ہی چشم زدن میں ساری دنیا دوبارہ موجود ہو جائیگی۔ (تنبیہ) "کَلَمۡحِ الۡبَصَرِ اَوۡ هُوَ اَقۡرَبُ" کا مطلب یہ ہے کہ عام لوگوں کے محسوسات کے موافق تو اس کی سُرعت کو آنکھ جھپکنے سے تعبیر کر سکتے ہیں لیکن واقع میں اس سے بھی کم میں قیامت قائم ہو جائیگی۔ کیونکہ "لمح بصر" بہرحال زمانی چیز ہے اور ارادہ خداوندی پر مُراد کا ترتب آنی ہو گا۔

(۱۲۵) یعنی جس کے علم محیط کا وہ حال ہو کہ آسمان و زمین کے سارے بھید اُس کے سامنے حاضر ہیں اور جس کی قدرت کاملہ ذرّہ ذرّہ پر محیط ہو۔ بھلا اُس کا ہمسر کون ہو سکتا ہے؟ اور اس کی پوری مثال کہاں سے لا سکتے ہیں۔

(۱۲۶) **اپنے وجود میں غور کرو** | یعنی پیدائش کے وقت تم کچھ جانتے اور سمجھتے نہ تھے، خدا تعالیٰ نے علم کے ذرائع اور سمجھنے والے دل تم کو دیئے۔ جو بذات خود بھی بڑی نعمتیں ہیں اور لاکھوں نعمتوں سے متمتع ہونے کے وسائل ہیں۔ اگر آنکھ، کان عقل وغیرہ نہ ہو تو ساری ترقیات کا دروازہ ہی بند ہو جائے۔ جوں جوں آدمی کا بچہ بڑا ہوتا ہے اُس کی علمی و عملی قوتیں بتدریج بڑھتی جاتی ہیں۔ اس کی شکرگذاری یہ تھی کہ ان قوتوں کو مولیٰ کی طاعت میں خرچ کرتے، اور حق شناسی میں سمجھ بوجھ سے کام لیتے، نہ یہ کہ بجائے احسان ماننے کے الٹے بغاوت پر کمربستہ ہو جائیں۔ اور منعم حقیقی کو چھوڑ کر اینٹ پتھروں کی پرستش کرنے لگیں۔

(۱۲۷) **پرندوں میں نشانیاں** | یعنی جیسے آدمی کو اس کے مناسب قویٰ عنایت فرمائے، پرندوں میں اُن کے حالات کے مناسب فطری قوتیں ودیعت کیں، ہر ایک پرندہ اپنی اڑان میں قانون قدرت کا تابع اور خدا تعالیٰ کے تکوینی احکام سے وابستہ ہے۔ اُسے کسی درسگاہ میں اُڑنے کی تعلیم نہیں دی گئی، قدرت نے اس کے پر اور بازو اور دُم وغیرہ کی ساخت ایسی بنائی ہے کہ نہایت آسانی سے آسمانی فضا میں اُڑتے رہتے ہیں۔ یہ نہیں ہوتا کہ اُن کا جسم ثقیل ہوائے لطیف کو چیر پھاڑ کر بے اختیار نیچے آپڑے۔ یا زمین کی عظیم الشان کشش اُنہیں اپنی طرف کھینچ لے اور طیران سے منع کر دے کیا خدا کے سوا کسی اور کا ہاتھ ہے جس نے اُن کو بے تکلف فضائے آسمانی میں روک رکھا ہے۔

(۱۲۸) حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "یعنی ایمان لانے میں بعضے اٹکتے ہیں، معاش کی فکر سے، سو فرمایا کہ ماں کے پیٹ سے کوئی کچھ نہیں لاتا۔ کمائی کے اسباب کہ آنکھ، کان، دل وغیرہ ہیں، اللہ ہی دیتا ہے اور اُڑتے جانور ادھر میں آخر کس کے بھروسہ رہتے ہیں" اھ

(۱۲۹) یعنی اینٹ، پتھر، لکڑی وغیرہ کے مکان۔

(۱۳۰) **اللہ نے تمہارے مسکن بنائے** | یعنی اینٹ، پتھر کے مکانوں کو کہیں منتقل نہیں کر سکتے تھے، اس لئے چمڑے اور اُون وغیرہ کے ڈیرے خیمے بنانے سکھا دیئے جو بسہولت منتقل کئے جا سکتے ہیں۔ سفر و حضر میں جہاں چاہو نصب کر لو اور جب چاہو لپیٹ کر رکھ دو۔ بعض نے "یَوۡمَ ظَعۡنِكُمۡ وَيَوۡمَ اِقَامَتِكُمۡ" کا یہ مطلب لیا ہے کہ چلنے کے وقت اُٹھانے میں اور کسی جگہ اُترتے وقت نصب کرنے میں ہلکے رہتے ہیں۔

(۱۳۱) یعنی اونٹ کی پشم سے۔

(۱۳۲) **مختلف انعامات** | یعنی ان چیزوں سے کتنے سامان رہائش اور آسائش کے تیار کئے جاتے ہیں جو ایک وقت معین یا مدت دراز تک کام دیتے ہیں۔ اگر خدا تعالیٰ آنکھ، کان اور ترقی کرنے والا دل و دماغ نہ دیتا، کیا یہ سامان میسر آ سکتے تھے۔

(۱۳۳) مثلاً بادل، درخت، مکان اور پہاڑ وغیرہ کا سایہ قانون قدرت کے موافق زمین پر پڑتا ہے جس میں مخلوق آرام پاتی ہے۔

(۱۳۴) جہاں سر چھپا کر بارش، دھوپ یا دشمن وغیرہ سے اپنی حفاظت کر سکتے ہو۔

(۱۳۵) حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "جن کرتوں میں گرمی کا بچاؤ ہے، سردی کا بھی بچاؤ ہے۔ پر اُس ملک میں گرمی زیادہ تھی اُس

Brought To You By www.e-iqra.info

کا ذکر خصوصیت سے فرمایا۔

(۱۳۶) یعنی زرہیں جو لڑائی میں زخمی ہونے سے بچاتی ہیں۔

(۱۳۷) جسمانی اور روحانی تربیت کا سامان یعنی دیکھو! کس طرح تمہاری ہر قسم کی ضروریات کا اپنے فضل سے انتظام فرمایا اور کیسی علمی و عملی قوتیں مرحمت فرمائیں۔ جن سے کام لے کر انسان عجیب و غریب تصرفات کرتا رہتا ہے۔ پھر کیا ممکن ہے کہ جس نے مادی اور جسمانی دُنیا میں اس قدر احسانات فرمائے، روحانی تربیت و تکمیل کے سلسلہ میں ہم پر اپنا احسان پورا نہ کریگا۔ بیشک پورا کر چکا۔ "اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا" (مائدہ رکوع ۱) ضروری ہے کہ سب لوگ اُس کے احسان کے آگے گردنیں جھکا دیں اور اُس منعم حقیقی اور محسن اعظم کے مطیع و منقاد ہو کر رہیں۔

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۸۲﴾ يَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰهِ ثُمَّ يُنْكِرُوْنَهَا وَاَكْثَرُهُمُ

پھر اگر پھر جائیں تو تیرا کام تو یہی ہے کھول کر سُنا دینا ف ۱۳۸ پہچانتے ہیں اللہ کا احسان پھر منکر ہو جاتے ہیں اور بہت اُن میں

الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۳﴾ ع وَيَوْمَ نَبْعَثُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا ثُمَّ لَا يُؤْذَنُ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَلَا هُمْ

ناشکر ہیں ف ۱۳۹ اور جس دن کھڑا کریں ہم ہر فرقہ میں ایک بتلانے والا پھر حکم[1] نہ ملے منکروں کو اور نہ اُن سے

يُسْتَعْتَبُوْنَ ﴿۸۴﴾ وَاِذَا رَاَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الْعَذَابَ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿۸۵﴾

توبہ لیجائے ف ۱۴۰ اور جب دیکھیں گے ظالم عذاب کو پھر ہلکا نہ ہوگا اُن سے اور نہ اُن کو ڈھیل ملے ف ۱۴۱

وَاِذَا رَاَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا شُرَكَآءَهُمْ قَالُوْا رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ شُرَكَآؤُنَا الَّذِيْنَ كُنَّا نَدْعُوْا مِنْ

اور جب دیکھیں مشرک اپنے شریکوں کو بولیں اے رب یہ ہمارے شریک ہیں جن کو ہم پکارتے تھے تیرے

دُوْنِكَ ج فَاَلْقَوْا اِلَيْهِمُ الْقَوْلَ اِنَّكُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۸۶﴾ ج وَاَلْقَوْا اِلَى اللّٰهِ يَوْمَئِذِ نِ السَّلَمَ وَضَلَّ

سوائے ف ۱۴۲ تب وہ اُن پر ڈالیں گے بات کہ تم جھوٹے ہو ف ۱۴۳ اور آپڑیں اللہ کے آگے اُس دن عاجز ہو کر اور بھول

عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۸۷﴾ اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ زِدْنٰهُمْ

جائیں[2] جو جھوٹ باندھتے تھے ف ۱۴۴ جو لوگ منکر ہوئے ہیں اور روکتے رہے ہیں اللہ کی راہ سے اُن کو ہم بڑھا دیں گے

عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يُفْسِدُوْنَ ﴿۸۸﴾

عذاب پر عذاب بدلہ اُس کا جو شرارت کرتے تھے ف ۱۴۵

(۱۳۸) یعنی اگر اس قدر احسانات سُن کر بھی خدا کے سامنے نہ جھکیں تو آپ کچھ غم نہ کھایئے۔ آپ اپنا فرض ادا کر چکے، کھول کھول کر تمام ضروری باتیں سُنا دی گئیں۔ آگے ان کا معاملہ خدا کے سپرد کیجئے۔

(۱۳۹) یعنی بے شک بعضے بندے شکر گذار بھی ہیں "وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ" (سبا رکوع ۲) لیکن اکثروں کا حال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے انعامات کو دیکھتے اور اس کے احسانات کو سمجھتے ہیں، مگر جب شکر گذاری اور اظہار اطاعت کا وقت آتا ہے تو سب بھول جاتے ہیں

[1] اجازت۔ [2] جائیگی اُن سے۔

Brought To You By www.e-iqra.info

گویا دل سے سمجھتے ہیں اور عمل سے انکار کرتے ہیں۔

(۱۴۰) **کفر و ناشکری کا انجام** یہاں سے کفر و ناشکری کا انجام بتلاتے ہیں۔ یعنی یاد رکھو، وہ دن بھی آنے والا ہے جب تمام اگلی پچھلی اُمتیں احکم الحاکمین کی آخری عدالت میں کھڑی ہونگی اور ہر اُمت کا نبی بطور گواہ کھڑا کیا جائیگا۔ تا اپنی اُمت کے نیک و بد اور مطیع و عاصی کی نسبت شہادت دے کہ کس نے کیسا معاملہ حق کے پیغام اور پیغامبر کے ساتھ کیا ہے۔ اس وقت منکروں کو اجازت نہ ہو گی کہ کچھ لب کشائی کر سکیں۔ یا اب بعد از وقت توبہ کر کے سزا سے چھوٹ جائیں اور لب کشائی کاہے میں کریں گے، درانحالیکہ انہیں اپنے مجرم ہونے اور کسی قسم کی معذرت نہ چل سکنے کا پورا انکشاف ہو جائیگا۔ وہ یہ بھی سمجھ لیں گے کہ یہ "دار جزاء" ہے "دار عمل" نہیں جو اب توبہ کر کے خطائیں معاف کرالیں۔

(۱۴۱) یعنی نہ عذاب کی سختی میں کمی ہوگی اور نہ درمیان میں وقفہ ہوگا کہ تھوڑی دیر مہلت مل جائے، پھر از سر نو عذاب شروع ہو۔ بعض نے "وَلَا هُمْ يُنظَرُونَ" سے یہ مراد لیا ہے کہ جہنم کو دیکھنے کے بعد ایک منٹ کی ڈھیل نہ ملے گی۔ جہنم فوراً مجرمین کو اس طرح اُچک لیگا جیسے پرندہ ایک دم دانہ اٹھا کر نگل جاتا ہے۔ گویا سُرعت دخول کی طرف اشارہ ہوا۔

(۱۴۲) **کفار اور ان کے جھوٹے معبود** یعنی ہم تو ان کی بدولت مارے گئے۔ شاید یہ مطلب ہو کہ ہم بذاتِ خود بے قصور ہیں، یا یہ کہ انہیں دوہری سزا دیجئے۔

(۱۴۳) **باطل معبودوں کا جواب** یعنی جھوٹے ہو جو ہم کو خدا کا شریک ٹھہرالیا۔ ہم نے کب کہا تھا کہ ہماری عبادت کرو۔ فی الحقیقت تم محض اپنے اوہام و خیالات کو پوجتے تھے جس کے نیچے کوئی حقیقت نہ تھی، یا جن و شیاطین کی پرستش کرتے تھے۔ مگر وہاں شیطان بھی یہ کہہ کر الگ ہو جائیگا۔ "وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُم مِّن سُلْطَانٍ إِلَّا أَن دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِي فَلَا تَلُومُونِي وَلُومُوا أَنفُسَكُم" (ابراہیم رکوع ۴) غرض جن چیزوں کو مشرکین نے معبود بنا رکھا تھا، سب اپنی علیحدگی اور بیزاری کا اظہار کرینگے، کوئی سچ کوئی جھوٹ، پتھر کے بتوں کو تو سرے سے کچھ خبر ہی نہ تھی۔ ملائکہ اور بعض انبیاء و صالحین ہمیشہ شرک سے سخت نفرت و بیزاری اور اپنی خالص بندگی کا اظہار کرتے رہے۔ رہ گئے شیاطین سو ان کا اظہار نفرت گو جھوٹ ہوگا، تاہم اس سے مشرکین کو کلی طور پر مایوسی ہو جائیگی کہ آج بڑے سے بڑا رفیق بھی کام آنیوالا نہیں۔

(۱۴۴) یعنی ساری طمطراق اور افتراء پردازیاں اس وقت غائب ہو جائیں گی سب عاجز و مقہور ہو کر خدا کے سامنے اپنی اطاعت و انقیاد کا اظہار کریں گے۔ "أَسْمِعْ بِهِمْ وَأَبْصِرْ يَوْمَ يَأْتُونَنَا" (مریم رکوع ۲)

(۱۴۵) یعنی ایک عذاب تو انکار حق پر، دوسرا اس پر کہ اوروں کو خدا کی راہ سے روکا۔ یا ایک عذاب صدور جرم پر دوسرا اس کی عادت ڈالنے پر۔ بہر حال آیت سے معلوم ہوا کہ جس طرح جنت میں اہل جنت کے منازل و مدارج متفاوت ہونگے جہنمیوں کا عذاب بھی کمًّا و کیفًا و نوعًا متفاوت ہوگا

وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِي كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا عَلَيْهِم مِّنْ أَنفُسِهِمْ ۖ وَجِئْنَا بِكَ شَهِيدًا عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ ۚ

اور جس دن کھڑا کرینگے ہم ہر فرقہ میں ایک بتلانیوالا اُن پر اُنہی میں کا اور تجھ کو لائیں بتلانے کو اُن لوگوں پر ف ۱۴۶

۱۲ ع ۱۸ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً وَبُشْرَىٰ لِلْمُسْلِمِينَ ﴿٨٩﴾ إِنَّ

اور اُتاری ہم نے تجھ پر کتاب کھلا بیان ہر چیز کا ف ۱۴۷ اور ہدایت اور رحمت اور خوشخبری حکم ماننے والوں کیلئے ف ۱۴۸ اللہ

اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ

حکم کرتا ہے انصاف کرنے کا اور بھلائی کرنے کا اور قرابت والوں کے[1] دینے کا ف ۱۴۹ اور منع کرتا ہے بے حیائی سے اور نامعقول کام سے

[1] کو۔

Brought To You By www.e-iqra.info

وَالْبَغْيِ ۚ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ﴿٩٠﴾ وَأَوْفُوا بِعَهْدِ اللَّهِ إِذَا عَاهَدْتُمْ وَلَا تَنْقُضُوا

اور سرکشی سے ف۱۵۰ تم کو سمجھاتا ہے تاکہ تم یاد رکھو ف۱۵۱ اور پورا کرو عہد اللہ کا جب آپس میں عہد کرو اور نہ توڑو

الْأَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللَّهَ عَلَيْكُمْ كَفِيلًا ۚ إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ ﴿٩١﴾ وَ

قسموں کو پکا کرنے کے بعد اور تم نے کیا ہے اللہ کو اپنا ضامن اللہ جانتا ہے جو تم کرتے ہو ف۱۵۲ اور

لَا تَكُونُوا كَالَّتِي نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ أَنْكَاثًا تَتَّخِذُونَ أَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ

مت رہو جیسے وہ عورت کہ توڑا اُس نے اپنا سوت کاتا ہوا محنت کے بعد ٹکڑے ٹکڑے ف۱۵۳ کہ ٹھہراؤ اپنی قسموں کو دخل دینے کا بہانہ ایک دوسرے میں

أَنْ تَكُونَ أُمَّةٌ هِيَ أَرْبَىٰ مِنْ أُمَّةٍ ۚ إِنَّمَا يَبْلُوكُمُ اللَّهُ بِهِ ۚ وَلَيُبَيِّنَنَّ لَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَا

اس واسطے کہ ایک فرقہ ہو چڑھا ہوا دوسرے سے ف۱۵۴ یہ تو اللہ پرکھتا ہے تمکو اس سے ف۱۵۵ اور آئندہ کھول دیگا اللہ تم کو قیامت کے دن جس

كُنْتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ﴿٩٢﴾ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَجَعَلَكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَلَٰكِنْ يُضِلُّ مَنْ

بات میں تم جھگڑ رہے تھے ف۱۵۶ اور اللہ چاہتا تو تم سب کو ایک ہی فرقہ کر دیتا لیکن راہ بھلاتا ہے جس کو

يَشَاءُ وَيَهْدِي مَنْ يَشَاءُ ۚ وَلَتُسْأَلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٩٣﴾ وَلَا تَتَّخِذُوا أَيْمَانَكُمْ

چاہے اور سمجھاتا ہے جس کو چاہے ف۱۵۷ اور تم سے پوچھ ہوگی جو کام تم کرتے تھے ف۱۵۸ اور نہ ٹھہراؤ اپنی قسموں کو

دَخَلًا بَيْنَكُمْ فَتَزِلَّ قَدَمٌ بَعْدَ ثُبُوتِهَا وَتَذُوقُوا السُّوءَ بِمَا صَدَدْتُمْ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ ۖ

دغا کا آپس میں کہ ڈگ نہ جائے کسی کا پاؤں جمنے کے پیچھے اور تم چکھو سزا اس بات پر کہ تم نے روکا اللہ کی راہ سے

وَلَكُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿٩٤﴾

اور تم کو بڑا عذاب ہو ف۱۵۹

(۱۴۶) آخرت میں آنحضرتؐ کی شہادت | یعنی وہ ہولناک دن یاد رکھنے کے قابل ہے جب ہر ایک پیغمبر اپنی اُمّت کے معاملات کے متعلق بارگاہ احدیت میں بیان دے گا اور آپ (نبی صلی اللہ علیہ وسلم) اس اُمّت کی حالت بتلائیں گے۔ بلکہ بعض مفسرین کے قول کے موافق آپ اُن تمام شہداء کے لئے شہادت دیں گے۔ کہ بیشک انہوں نے اپنا فرض منصبی بخوبی ادا کیا۔ حدیث میں آیا ہے کہ اُمّت کے اعمال ہر روز حضورؐ کے روبرو پیش کئے جاتے ہیں آپ اعمال خیر کو دیکھ کر خدا کا شکر ادا کرتے ہیں اور بداعمالیوں پر مطلع ہو کر نالائقوں کے لئے استغفار فرماتے ہیں۔

(۱۴۷) قرآن کریم رحمت وبشارت ہے | یعنی قرآن کریم میں تمام علوم ہدایت اور اصول دین اور فلاح دارین سے متعلق ضروری اُمور کا نہایت مکمل اور واضح بیان ہے۔ اُس میں قیامت کے یہ واقعات بھی آگئے جن کا ذکر اُوپر ہوا۔ اندریں صورت جس پیغمبر پر ایسی جامع کتاب اُتاری گئی اس کی مسئولیت اور ذمہ داری بھی بہت بھاری ہو گی۔ گویا "شَهِيدًا عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ" کے بعد "وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِكُلِّ شَيْءٍ" فرما کر حضورؐ کے عظیم منصب اور اسی مرتبہ کے مناسب مسئولیت کی طرف لطیف اشارہ فرما دیا۔ "فَلَنَسْأَلَنَّ الَّذِينَ أُرْسِلَ إِلَيْهِمْ وَلَنَسْأَلَنَّ الْمُرْسَلِينَ" (اعراف رکوع ۱) ابن کثیرؒ نے اس کو ذرا تفصیل سے بیان کیا ہے۔

لے کر کے اللہ کو۔ ے مضبوط کرنیکے۔ سے آپس میں سے فریب ۵ بچل۔

Brought To You By www.e-iqra.info

(۱۴۸) یعنی یہ کتاب سارے جہان کے لئے سرتاپا ہدایت اور مجسم رحمت ہے۔ فرمانبردار بندوں کو شاندار مستقبل کی خوشخبری سناتی ہے

(۱۴۹) **قرآن کریم کی جامع ترین آیت** "قرآن" کو تبیانا لکل شیءٍ" فرمایا تھا۔ یہ آیت اس کا ایک نمونہ ہے، ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے ہر ایک خیر و شر کے بیان کو اس آیت میں اکٹھا کر دیا ہے۔ گویا کوئی عقیدہ، خلق، نیت، عمل، معاملہ اچھا یا برا ایسا نہیں جو امراً او نہیاً اس کے تحت میں داخل نہ ہو گیا ہو۔ بعض علماء نے لکھا ہے کہ اگر قرآن میں کوئی دوسری آیت نہ ہوتی تو تنہا یہ ہی آیت "تبیانا لکل شیءٍ" کا ثبوت دینے کے لئے کافی تھی۔ شاید اسی لئے خلیفہ راشد حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے خطبۂ جمعہ کے آخر میں اس کو درج کر کے امت کے لئے اسوۂ حسنہ قائم کر دیا۔ اس آیت کی جامعیت سمجھانے کے لئے تو ایک مستقل تصنیف کی ضرورت ہے۔ تاہم تھوڑا سا اندازہ یوں کیا جا سکتا ہے کہ آیت میں تین چیزوں کا امر فرمایا ہے۔

عدل و احسان عدل، احسان، ایتاءِ ذی القربیٰ "عدل" کا مطلب یہ ہے کہ آدمی کے تمام عقائد، اعمال، اخلاق، معاملات، جذبات، اعتدال و انصاف کی ترازو میں تلے ہوں، افراط و تفریط سے کوئی پلہ جھکنے یا اٹھنے نہ پائے۔ سخت سے سخت دشمن کے ساتھ بھی معاملہ کرے تو انصاف کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹے۔ اس کا ظاہر و باطن یکساں ہو جو بات اپنے لئے پسند نہ کرتا ہو اپنے بھائی کے لئے بھی پسند نہ کرے۔ "احسان" کے معنی یہ ہیں کہ انسان بذات خود نیکی اور بھلائی کا پیکر بن کر دوسروں کا بھلا چاہے۔ مقام عدل و انصاف سے ذرا اور بلند ہو کر فضل و عفو اور تلطف و ترحم کی خو اختیار کرے۔ فرض ادا کرنے کے بعد تطوع و تبرع کی طرف قدم بڑھائے۔ انصاف کے ساتھ مروت کو جمع کرے۔ اور یقین رکھے کہ جو کچھ بھلائی کرے گا خدا اسے دیکھ رہا ہے۔ ادھر سے بھلائی کا جواب ضرور بھلائی کی صورت میں ملے گا۔ "الاحسان ان تعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک" (صحیح بخاری) "ھل جزاء الاحسان الا الاحسان" (رحمٰن رکوع ۳) یہ دونوں خصلتیں (یعنی عدل و احسان یا بالفاظ دیگر انصاف و مروت) تو اپنے نفس اور ہر ایک خویش و بیگانہ اور دوست دشمن سے متعلق تھیں۔ لیکن اقارب کا حق اجانب سے کچھ زائد ہے۔ جو تعلقاتِ قرابت قدرت نے باہم رکھ دیئے ہیں انہیں نظر انداز نہ کیا جائے بلکہ اقارب کی ہمدردی اور ان کے ساتھ مروت و احسان اجانب سے کچھ بڑھ کر ہونا چاہئے۔ صلہ رحم ایک مستقل نیکی ہے جو اقارب و ذوی الارحام کے لئے درجہ بدرجہ استعمال ہونی چاہئے۔ گویا "احسان" کے بعد ذوی القربیٰ کا بالتخصیص ذکر کر کے متنبہ فرما دیا کہ عدل و انصاف تو سب کے لئے یکساں ہے۔ لیکن مروت و احسان کے وقت بعض مواقع بعض سے زیادہ رعایت و اہتمام کے قابل ہیں۔ فرق مراتب کو فراموش کرنا ایک طرح قدرت کے قائم کئے ہوئے قوانین کو بھلا دینا ہے۔ اب ان تینوں لفظوں کی ہمہ گیری کو پیش نظر رکھتے ہوئے سمجھدار آدمی فیصلہ کر سکتا ہے کہ وہ کونسی فطری خوبی، بھلائی اور نیکی دنیا میں ایسی رہ گئی ہے جو ان تین فطری اصولوں کے احاطہ سے باہر ہو۔ فللہ الحمد والمنہ۔

(۱۵۰) **فحشاء و منکر** منع بھی تین چیزوں سے کیا۔ فحشاء، منکر، بغی۔ کیونکہ انسان میں تین قوتیں ہیں۔ جن کے بے موقع اور غلط استعمال سے ساری خرابیاں اور برائیاں پیدا ہوتی ہیں۔ قوت۱ بہیمیہ شہوانیہ، قوت۲ وہمیہ شیطانیہ، قوت۳ غضبیہ سبعیہ۔ غالباً "فحشاء" سے وہ بےحیائی کی باتیں مراد ہیں جن کا منشاء شہوت و بہیمیت کی افراط ہو۔ "منکر" معروف کی ضد ہے۔ یعنی نامعقول کام جن پر فطرت سلیمہ اور عقل صحیح انکار کرے۔ گویا قوت وہمیہ شیطانیہ کے غلبہ سے قوت عقلیہ ملکیہ دب جائے۔ تیسری چیز "بغی" ہے۔ یعنی سرکشی کر کے حد سے نکل جانا۔ ظلم و تعدی پر کمربستہ ہو کر درندوں کی طرح کھانے پھاڑنے کو دوڑنا، اور دوسروں کے جان و مال یا آبرو وغیرہ لینے کے واسطے ناحق دست درازی کرنا۔ اس قسم کی تمام حرکات قوت سبعیہ غضبیہ کے بیجا استعمال سے پیدا ہوتی ہیں۔ الحاصل آیت میں تنبیہ فرما دی کہ انسان جب تک ان تینوں قوتوں کو قابو میں نہ رکھے اور قوت عقلیہ ملکیہ کو ان سب پر حاکم نہ بنائے، مہذب اور پاک نہیں ہو سکتا۔

(۱۵۱) اکثم بن صیفی نے اس آیت کریمہ کو سن کر اپنی قوم سے کہا "میں دیکھتا ہوں کہ یہ پیغمبر تمام عمدہ اور اعلیٰ اخلاق کا حکم دیتے ہیں اور کمینہ

Brought To You By www.e-iqra.info

اخلاق اور اعمال سے روکتے ہیں۔ تو تم اس کے ماننے میں جلدی کرو۔ فَكُونُوا فِي هٰذَا الْأَمْرِ رُءُوسًا وَلَا تَكُونُوا فِيهِ أَذْنَابًا (یعنی تم اس سلسلہ میں سر بنو، دُم نہ بنو) حضرت عثمان بن مظعون فرماتے ہیں کہ اسی آیت کو سن کر میرے دل میں ایمان راسخ ہوا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت جاگزیں ہوئی۔

(۱۵۲) **ایفائے عہد اور قسموں کا پورا کرنا** اُوپر کی آیت میں جن چیزوں کے کرنے یا چھوڑنے کا حکم تھا اُن کے بعض افراد کو بالتخصیص بیان فرماتے ہیں۔ یعنی ایفائے عہد کی تاکید، اور غدر و بد عہدی سے ممانعت کہ یہ چیز علاوہ فی نفسہ مہتم بالشان ہونے کے اس وقت مخاطبین کے بہت زیادہ مناسب حال تھی۔ جس کا مسلم قوم کے عروج و ترقی اور مستقبل کی کامیابی پر بے انتہا اثر پڑنے والا تھا۔ اسی لئے حکم دیا کہ جب خدا کا نام لے کر اور قسمیں کھا کر معاہدے کرتے ہو تو خدا کے نام پاک کی حرمت قائم رکھو۔ کسی قوم سے یا کسی شخص سے معاہدہ ہو بشرطیکہ خلاف شرع نہ ہو، مسلمان کا فرض ہے کہ اُسے پورا کرے، خواہ اس میں کتنی ہی مشکلات اور صعوبتوں کا سامنا کرنا پڑے۔ "قول مرداں جان دارد" خصوصاً جب خدا کا نام لے کر اور حلف کر کے ایک معاہدہ کیا ہے تو سمجھنا چاہیئے کہ قسم کھانا گویا خدا کو اُس معاملہ کا گواہ یا ضامن بنانا ہے وہ جانتا ہے جب تم اُسے گواہ بنا رہے ہو، اور یہ بھی جانتا ہے کہ کہاں تک اس گواہی کا لحاظ رکھتے ہو۔ اگر تم نے خیانت اور بد عہدی کی۔ وہ اپنے علم محیط کے موافق پوری سزا دیگا۔ کیونکہ تمہاری کسی کی کھلی چھپی دغا بازی اس سے مخفی نہیں رہ سکتی۔

(۱۵۳) **عہد توڑنے کی مثال** یعنی عہد باندھ کر توڑ ڈالنا ایسی حماقت ہے جیسے کوئی عورت دن بھر سوت کاتے، پھر کتا کتایا سوت شام کے وقت توڑ کر پارہ پارہ کر ڈالے۔ چنانچہ مکہ میں ایک دیوانی عورت ایسا ہی کیا کرتی تھی۔ مطلب یہ ہے کہ معاہدات کو محض کچے دھاگے کی طرح سمجھ لینا کہ جب چاہا کاتا اور جب چاہا انگلیوں کی ادنیٰ حرکت سے بے تکلف توڑ ڈالا۔ سخت ناعاقبت اندیشی اور دیوانگی ہے بات کا اعتبار نہ رہے تو دنیا کا نظام مختل ہو جائے۔ قول و قرار کی پابندی ہی سے عدل کی ترازو سیدھی رہ سکتی ہے۔ جو قومیں قانون عدل و انصاف سے ہٹ کر محض اغراض و خواہشات کی پوجا کرنے لگتی ہیں۔ اُن کے یہاں معاہدات صرف توڑنے کے لئے رہ جاتے ہیں جہاں معاہد قوم کو اپنے سے کمزور دیکھا، سارے معاہدات ردّی کی ٹوکری میں پھینک دئے گئے۔

(۱۵۴) یعنی معاہدوں اور قسموں کو فریب و دغا، مکاری اور حیلہ سازی کا آلہ مت بناؤ۔ جس طرح اہل جاہلیت کی عادت تھی کہ ایک جماعت کو اپنے سے طاقتور دیکھ کر معاہدہ کر لیا۔ پھر جس وقت کوئی جماعت اُس سے بڑھ کر معزز اور طاقتور سامنے آئی، پہلا معاہدہ توڑ کر نئی جماعت سے عہد و پیمان گانٹھ لئے۔ پھر چند روز بعد ان حلفاء کو کمزور بنانے اور اپنے کو بڑھانے کا موقع پایا تو فوراً معاہدات توڑ ڈالے اور سب قسمیں اور حلف بالائے طاق رکھ دیئے۔ بعینہ جس طرح آج کل یورپین اقوام کا معمول ہے۔

(۱۵۵) **قوموں کی قوت اور ضعف میں آزمائش ہے** یعنی قوت و ضعف میں اقوام کا اختلاف، اُن میں سے کسی کو اوپر چڑھانا کسی کو نیچے گرانا، خدا تعالیٰ نے تمہاری آزمائش کے لئے رکھا ہے اور ایفائے عہد کا حکم دینے میں بھی تمہارا امتحان ہے۔ دیکھنے ہیں کون ثابت قدم رہتا ہے کہ اپنا عہد پورا کرتے ہیں حلفاء کی قوت و ضعف کی کچھ پروا نہیں کرتا۔ باقی اقبال و ادبار کسی کے بدلے سے بدلا نہیں جاتا۔ ادبار کی جگہ اقبال اور ضعف کی جگہ قوت خدا ہی لائے تو آئے۔ ہاں بد عہدی کا خیال آنا اس کی علامت ہے کہ ادبار آنے والا ہے۔

(۱۵۶) یعنی یہاں امتحان ہے۔ نتیجہ امتحان قیامت کے دن کھل جائیگا۔ جس وقت ضعف و طاقت کے سب جھگڑے چکا دیے جائیں گے۔

(۱۵۷) یعنی اُسے قدرت تھی کہ اختلاف نہ رہنے دیتا، مگر حکمت اس کو مقتضی نہ تھی۔ جیسا کہ کئی مواقع میں ہم اس کی تقریر کر چکے ہیں۔

(۱۵۸) حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "اس سے معلوم ہوا کہ کافر سے بھی غدر اور بد عہدی نہ کرے۔ کفر ان باتوں سے ہٹتا نہیں۔ اور اپنے

Brought To You By www.e-iqra.info

اُوپر وبال آتا ہے۔

(۱۵۹) **بدعہدی سے بچو** یعنی عہد شکنی کر کے اور قسمیں توڑ کر بدعہدی کی راہ مت نکالو۔ اور مسلمان قوم کو بدنام نہ کرو۔ کہ تمہارے خراب اور پست کیرکٹر کو دیکھ کر یقین لانے والے شک میں پڑ جائیں۔ اور غیر مسلم قومیں اسلام میں داخل ہونے سے رُکنے لگیں۔ اور تم پر خدا کی راہ سے رُکنے کا گناہ چڑھے جس کی سزا بڑی سخت ہوگی۔

وَلَا تَشْتَرُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ اِنَّمَا عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۹۵﴾ مَا

اور نہ لو اللہ کے عہد پر مول تھوڑا سا بیشک جو اللہ کے یہاں ہو وہی بہتر ہے تمہارے حق میں اگر تم جانتے ہو ف۱۶۰ جو

عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ ؕ وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِيْنَ صَبَرُوْا اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا

تمہارے پاس ہے ختم ہو جائیگا اور جو اللہ کے پاس ہے کبھی ختم نہ ہوگا ف۱۶۱ اور ہم بدلے میں دینگے صبر کرنیوالوں کو اُن کا حق اچھے کاموں پر جو کرتے

يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۶﴾ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَ

تھے ف۱۶۲ جس نے کیا نیک کام مرد ہو یا عورت ہو اور وہ ایمان پر ہے تو اس کو ہم زندگی دینگے ایک اچھی زندگی ف۱۶۳ اور

لَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۷﴾ فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ

بدلے میں دینگے اُن کو حق اُن کا بہتر کاموں پر جو کرتے تھے سو جب تو پڑھنے لگے قرآن تو پناہ لے اللہ کی

الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ﴿۹۸﴾ اِنَّهٗ لَيْسَ لَهٗ سُلْطٰنٌ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۹۹﴾

شیطان مردود سے ف۱۶۴ اُس کا زور نہیں چلتا اُن پر جو ایمان رکھتے ہیں اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں۔ ف۱۶۵

۱۳ ع ۱۱ ۱۹ اِنَّمَا سُلْطٰنُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يَتَوَلَّوْنَهٗ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِهٖ مُشْرِكُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ وَاِذَا بَدَّلْنَاۤ اٰيَةً مَّكَانَ

اس کا زور تو انہی پر ہے جو اُس کو رفیق سمجھتے ہیں اور جو اُس کو شریک مانتے ہیں ف۱۶۶ اور جب ہم بدلتے ہیں ایک آیت کی جگہ

اٰيَةٍ ۙ وَّاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ قَالُوْۤا اِنَّمَاۤ اَنْتَ مُفْتَرٍ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۱﴾

دوسری آیت اور اللہ خوب جانتا ہے جو اُتارتا ہے تو کہتے ہیں تو تو بنا لاتا ہے یہ بات نہیں پر اکثروں کو اُن میں خبر نہیں ف۱۶۷

(۱۶۰) **اللہ کا عہد پورا کرو** پہلے مذکور تھا آپس میں قول توڑنے کا۔ اب اللہ سے قول توڑنے کا ذکر ہے۔ یعنی مال کی طمع سے خلاف شرع حکم مت کرو۔ انجام کار ایسا مال وبال لائیگا جو موافق شرع ہاتھ لگے، تمہارے حق میں وہ ہی بہتر ہے (موضح القرآن) یا ایفائے عہد کا جو اجر خدا کے یہاں ملیگا وہ اس ثمن قلیل سے کہیں بہتر ہے ثمن کو قلیل اس لئے کہا کہ اگر ساری دنیا بھی ملجائے تب بھی آخرت کے مقابلہ میں قلیل و حقیر ہے۔

(۱۶۱) پھر باقی و دائم کو چھوڑ کر فانی و زائل کا پسند کرنا کہاں کی عقلمندی ہے۔

(۱۶۲) یعنی جو لوگ خدا کے عہد پر ثابت قدم رہیں گے۔ اور تمام مشکلات اور صعوبتوں کو صبر کے ساتھ برداشت کرینگے، اُن کا اجر ضائع ہونیوالا نہیں۔ ایسے بہترین عمل کا بدلہ ضرور ہمارے یہاں سے مل کر رہیگا۔

(۱۶۳) **عمل صالح اور حیات طیبہ** اوپر کی آیت میں صابرین اور ایفائے عہد کرنے والوں کے اجر کا ذکر تھا۔ یہاں تمام اعمال صالحہ کے متعلق

سلہ مال۔ سلہ سو رہنو والا ہے۔ سلہ بہتر۔

Brought To You By www.e-iqra.info

عام ضابطہ بیان فرماتے ہیں۔ حاصل یہ ہے کہ جو کوئی مرد یا عورت نیک کاموں کی عادت رکھے۔ بشرطیکہ وہ کام صرف صورۃً نہیں بلکہ حقیقۃً نیک ہوں۔ یعنی ایمان اور معرفت صحیحہ کی روح اپنے اندر رکھتے ہوں تو ہم اُس کو ضرور پاک، ستھری اور مزیدار زندگی عنایت کریں گے۔ مثلاً دنیا میں حلال روزی، قناعت و غنائے قلبی، سکون و طمانیت، ذکر اللہ کی لذت، حبّ الٰہی کا مزہ، ادائے فرض عبودیت کی خوشی، کامیاب مستقبل کا تصور تعلق مع اللہ کی حلاوت جس کا ذائقہ چکھ کر ایک عارف نے کہا تھا ؎ چوں چتر سنجری رُخ بختم سیاہ باد ۔ در دل اگر بود ہوسِ ملک سنجرم ، زانگہ کہ یافتم خبر از ملک نیم شب ۔ من ملک نیم روز بیک جو نمی خرم ، سچ ہے "اَهْلُ اللَّيْلِ فِي لَيْلِهِمْ اَلَذُّ مِنْ اَهْلِ اللَّهْوِ فِي لَهْوِهِمْ" اسی لئے ایک بزرگ نے فرمایا کہ اگر سلاطین کو خبر ہو جائے کہ شب بیداروں کو رات کے اُٹھنے میں کیا لذت و دولت حاصل ہوتی ہے تو اس کے چھیننے کے لئے اُسی طرح لشکر کشی کریں۔ جیسے ملک گیری کے لئے کرتے ہیں۔ بہرحال مومن قانت کی پاک اور مزہ دار زندگی یہیں سے شروع ہو جاتی ہے قبر میں پہنچ کر اُس کا رنگ اور زیادہ نکھر جاتا ہے۔ آخر انتہا اُس حیات طیبہ پر ہوتی ہے جس کے متعلق کہا ہے "حَيَاةٌ بِلَا مَوْتٍ، وَغِنًى بِلَا فَقْرٍ، وَصِحَّةٌ بِلَا سُقْمٍ، وَمُلْكٌ بِلَا هُلْكٍ، وَسَعَادَةٌ بِلَا شَقَاوَةٍ" رزقنا اللہ تعالیٰ بفضلہ ومنّہ ایاہا۔ (تنبیہ) اس آیت نے بتلا دیا کہ قرآن کی نظر میں عورت اور مرد کی نیکی اور کامیابی کا ایک ہی ضابطہ ہے۔ یعنی عورت اور مرد بلا امتیاز اپنے اپنے حسب حال نیکی کر کے پاک زندگی حاصل کر سکتے ہیں۔

(۱۶۴) **قرآن کی تلاوت کا ایک خاص ادب** حدیث میں ہے "خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَهٗ" تم میں بہتر وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھلائے، معلوم ہوا کہ مومن کے لئے قرأت قرآن بہترین کام ہے۔ اور پچھلی آیات میں دو مرتبہ بہتر کاموں پر اجر ملنے کا ذکر تھا اس لئے یہاں قرأت قرآن کے بعض آداب کی تعلیم فرماتے ہیں تاکہ آدمی بے احتیاطی سے اس بہتر کام کا اجر ضائع نہ کر بیٹھے۔ شیطان کی کوشش ہمیشہ یہ رہتی ہے کہ لوگوں کو نیک کاموں سے روکے خصوصاً قرأت قرآن جیسے کام کو جو تمام نیکیوں کا سرچشمہ ہے۔ کب ٹھنڈے دل سے گوارا کر سکتا ہے۔ ضرور اُس کی کوشش ہوگی کہ مومن کو اس سے باز رکھے، اور اس میں کامیاب نہ ہو تو ایسی آفات میں مبتلا کر دے جو قرأت قرآن کا حقیقی فائدہ حاصل ہونے سے مانع ہوں۔ ان سب مغویانہ تدبیروں اور پیش آنیوالی خرابیوں سے حفاظت کا یہی طریقہ ہو سکتا ہے کہ جب مومن قرأت قرآن کا ارادہ کرے، پہلے صدق دل سے حق تعالیٰ پر بھروسہ کرے اور شیطان مردود کی زد سے بھاگ کر خداوند قدوس کی پناہ میں آجائے۔ اصلی استعاذہ (پناہ میں آنا) تو دل سے ہے۔ مگر زبان و دل کو موافق کرنے کے لئے مشروع ہے کہ ابتدائے قراءت میں زبان سے بھی اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ" پڑھے۔

(۱۶۵) **متوکلین پر شیطان کا زور نہیں چلتا** یعنی جس نے خدا پر بھروسہ کیا اور اُس کی پناہ ڈھونڈی اُس پر شیطان زور سے حاوی نہیں ہو سکتا اگر ایسا شخص کسی وقت محض تھوڑی دیر کے لئے بمقتضائے بشریت شیطان کے حکمہ میں آیا بھی۔ تب بھی شیطان اپنا قبضہ اور تسلط اُس پر نہیں جما سکتا۔ بہت جلد اُس کی آنکھ کھل جائیگی۔ اور غفلت میں تمادی نہ ہوگی۔ اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ وَاِخْوَانُهُمْ يَمُدُّوْنَهُمْ فِي الْغَيِّ ثُمَّ لَا يُقْصِرُوْنَ (الاعراف رکوع ۲۴)۔

(۱۶۶) یعنی جو لوگ از خود شیطان کو اپنا رفیق بنالیں اور بجائے ایک خدا پر بھروسہ کرنے کے اُس پر بھروسہ رکھیں۔ گویا اُس کو خدائی کا شریک ٹھہرالیں یا اس کے اغواء سے دوسری چیزوں کو خدا کا شریک مانیں، انہی پر شیطان کا پورا قبضہ اور تسلط ہے کہ جس طرح چاہتا ہے انگلیوں پر نچاتا ہے۔

(۱۶۷) **نسخ کی حقیقت** پہلے حکم دیا تھا کہ قرآن پڑھتے وقت شیطان رجیم کے کید سے پناہ ڈھونڈو۔ کہیں وہ اس بہترین کام میں رکاوٹ اور خرابی نہ ڈالے۔ یہاں اُس کی بعض رُکاوٹوں کا ذکر کرتے ہیں جو قرآن کے متعلق پیدا کرتا تھا۔ واقعہ یہ ہے کہ پورا قرآن ایک مرتبہ تو نازل ہوا

Brought To You By www.e-iqra.info

نہیں، موقع بموقع آیات نازل ہوتی تھیں۔ اُن میں بعض وقتی احکام بھی آتے تھے۔ پھر دوسرے وقت حالات کے تبدیل ہونے پر دوسرا حکم آجاتا تھا مثلاً ابتداء میں قتال سے ممانعت اور ہاتھ روک کے رکھنے کا حکم تھا۔ ایک زمانہ کے بعد اجازت دی گئی۔ یا ابتداء میں حکم تھا قُمِ الَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًا نِّصْفَهٗٓ الخ تھوڑی مدت کے بعد مکہ ہی میں یہ آیات نازل ہوئیں۔ عَلِمَ اَنْ لَّنْ تُحْصُوْهُ فَتَابَ عَلَیْكُمْ فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ" الخ کفار ایسی چیزوں کو سن کر اعتراض کرتے کہ یہ خدا کا کلام کیسے ہو سکتا ہے؟ کیا خدا تعالیٰ نے (معاذ اللہ) پہلے بیخبری سے ایک بات کا حکم دیدیا تھا؟ پھر خبر ہوئی تو دوسرا حکم اُتارا؟ معلوم ہوتا ہے کہ یہ کلام آپ خود بنا لاتے ہیں۔ ورنہ خدا کے احکام ایسے نہیں ہو سکتے کہ ایک دن کچھ دوسرے دن کچھ۔ اس طرح کے شبہات و وساوس ممکن تھا شیطان بعض مسلمانوں کے دلوں میں القا کرے۔ اس کا جواب دیتے ہیں کہ تمہارا یہ اعتراض محض جہالت سے ہے۔ تم کو اگر "نسخ" کی حقیقت معلوم ہوتی تو کبھی ایسا لفظ زبان سے نہ نکالتے "نسخ" کا مطلب صرف اس قدر ہے کہ ایک میعادی حکم کی میعاد پوری ہونے پر دوسرا حکم بھیجا جائے۔ کیا طبیب منضج کا نسخہ دس بیس دن پلا کر اگر مُسہل تجویز کرے تو اُسے طبیب کی کم علمی یا بیخبری پر محمول کیا جا سکتا ہے؟ یا جو ایسا کہے وہ خود جاہل اور بے خبر کہلائیگا۔ حق تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ جس وقت جو حکم اُتارا گیا یعنی جو روحانی غذا یا دوا تجویز کی گئی وہ کہاں تک مریضوں کے مزاج اور حالات کے مناسب ہے۔

قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ مِنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ لِیُثَبِّتَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَهُدًى وَّبُشْرٰى

تو کہہ اس کو اُتارا ہے پاک فرشتے نے تیرے رب کی طرف سے بلاشبہ ف ۱۶۸ تاکہ ثابت کرے ایمان والوں کو اور ہدایت اور خوشخبری

لِلْمُسْلِمِیْنَ ﴿۱۰۲﴾ وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّهُمْ یَقُوْلُوْنَ اِنَّمَا یُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ ؕ لِسَانُ الَّذِیْ یُلْحِدُوْنَ

مسلمانوں کے واسطے ف ۱۶۹ اور ہم کو خوب معلوم ہے کہ وہ کہتے ہیں اس کو تو سکھلاتا ہے ایک آدمی ف ۱۷۰ جس کی طرف تعریض کرتے ہیں اس کی زبان

اِلَیْهِ اَعْجَمِیٌّ وَّهٰذَا لِسَانٌ عَرَبِیٌّ مُّبِیْنٌ ﴿۱۰۳﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ ۙ لَا

ہے عجمی اور یہ قرآن زبان عربی ہے صاف ف ۱۷۱ وہ لوگ جن کو اللہ کی باتوں پر یقین نہیں اُن

یَهْدِیْهِمُ اللّٰهُ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۱۰۴﴾ اِنَّمَا یَفْتَرِی الْكَذِبَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ

کو اللہ راہ نہیں دیتا اور اُن کے لئے عذاب دردناک ہے ف ۱۷۲ جھوٹ تو وہ لوگ بناتے ہیں جن کو یقین نہیں

بِاٰیٰتِ اللّٰهِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ اِیْمَانِهٖٓ اِلَّا مَنْ

اللہ کی باتوں پر اور وہی لوگ جھوٹے ہیں ف ۱۷۳ جو کوئی منکر ہوا اللہ سے یقین لانے کے پیچھے مگر وہ نہیں جس پر

اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِیْمَانِ وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَیْهِمْ غَضَبٌ

زبردستی کی گئی اور اُس کا دل برقرار ہے ایمان پر ف ۱۷۴ و لیکن جو کوئی دل کھول کر منکر ہوا سو اُن پر غضب ہے

مِّنَ اللّٰهِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ﴿۱۰۶﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا عَلَى الْاٰخِرَةِ

اللہ کا اور اُن کو بڑا عذاب ہے یہ اس واسطے کہ اُنہوں نے عزیز رکھا دنیا کی زندگی کو آخرت سے

وَاَنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْكٰفِرِیْنَ ﴿۱۰۷﴾

اور اللہ راستہ نہیں دیتا منکر لوگوں کو ف ۱۷۵

Brought To You By www.e-iqra.info

(۱۶۸) **قرآن رُوح القدُس کا لایا ہُوا ہے** یعنی میرا یا کسی بشر کا بنایا ہوا کلام نہیں ۔۔۔۔۔۔ یہ تو وہ کلام ہے جو بلاشبہ میرے رب نے رُوح القدس (پاک فرشتہ جبریل امین) کے ذریعہ سے عین حکمت و مصلحت کے موافق مجھ پر نازل فرمایا گویا "مِن رَّبِّكَ" کہہ کر متنبہ فرما دیا کہ اس کی نازل کرنے والی وہ ہستی ہے جس نے خود محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اس قدر حیرت انگیز طریقہ سے ایسے اعلیٰ و اکمل اخلاق پر تربیت فرمائی جو تمہارے سامنے ہے۔ اور "روح القدس" کا واسطہ بیان فرما کر شاید اس طرف اشارہ کرنا ہو کہ جس کلام کا حامل "روح القدس" بنایا گیا، وہ روحانیت، پاکیزگی اور ملکوتی خصال کا پیکر ہونا چاہئے۔ چنانچہ دیکھ لو ان اوصاف میں اس شان کا کیا کوئی دوسرا کلام آسمان کے نیچے نظر آتا ہے۔

(۱۶۹) یعنی موقع بہ موقع اور بتدریج احکام و آیات کا نزول دیکھ کر ایمان والوں کے دل قوی اور اعتقاد پختہ ہوتے ہیں کہ ہمارا رب ہمارے ہر حال اور زندگی کے ہر ایک دور سے پورا خبردار ہے اور نہایت حکمت سے ہماری تربیت کرتا ہے۔ جیسے حالات پیش آئیں، اُن کے موافق ہدایت و رہنمائی کرتا اور ہر کام پر اُس کے مناسب خوشخبری سناتا ہے۔

(۱۷۰) **آنحضرتؐ پر ایک احمقانہ اعتراض** یعنی قرآن شریف نہ خدا کا کلام ہے، ورنہ نسخ اس میں نہ ہوتا۔ اور نہ یہ آپ کا کلام ہو سکتا ہے۔ کیونکہ آپ کا اُمّی ہونا سب کو معلوم و مسلّم تھا۔ ایک اُمّی جس نے نہ کبھی کوئی کتاب چھوئی ہو نہ قلم ہاتھ میں پکڑا ہو بلکہ باوجود اعلیٰ درجہ کے قریشی ہونے کے چالیس برس تک ایک شعر بھی زبان سے نہ کہا ہو، جس میں عرب کی چھوکریاں تک فطری سلیقہ اور ملکہ رکھتی تھیں، کیسے گمان کیا جا سکتا ہے کہ وہ بدون تعلیم و تعلّم کے دفعۃً ایسی کتاب بنا لائے جو اس قدر عجیب و غریب علوم و حکم، مؤثر ہدایات اور کایا پلٹ کر دینے والے قوانین و احکام پر مشتمل ہو۔ ناگزیر کہنا پڑے گا کہ کوئی دوسرا شخص انہیں یہ باتیں سکھلاتا اور ایسا کلام بنا کر دیدیتا ہے۔ وہ شخص کون تھا جس کی بے اندازہ قابلیت سے قرآن جیسی کتاب تیار ہوئی اُس کے نام میں اختلاف تھا جبر، یسار، عائش، یعیش۔ کئی عجمی غلاموں کے نام لئے گئے ہیں جن میں کوئی یہودی تھا کوئی نصرانی۔ بلکہ بعض کی نسبت کہا گیا ہے کہ وہ نصرانیت چھوڑ کر مذہب اسلام قبول کر چکے تھے۔ کہتے ہیں حضور گاہ بگاہ آتے جاتے ان میں سے کسی ایک کے پاس بیٹھتے تھے یا وہ حضور کی خدمت میں کبھی حاضر ہوا کرتا تھا۔ مگر تعجب ہے، اتنے بڑے قابل انسانوں کا تو نام بھی تاریخ نے پورے تیقن و تعین کے ساتھ یاد نہ رکھا۔ اور جو اُن سے سیکھ کر محض نقل کر دیا کرتے تھے، دنیا اُن کے قدموں پر گر پڑی۔ حتیٰ کہ جنہوں نے اُن کو نبی نہ مانا، دنیا کا سب سے بڑا مصلح اور کامل انسان اُن کو بھی تسلیم کرنا پڑا۔ بہرحال مشرکین کے اس سفیہانہ اعتراض سے یہ ضرور ثابت ہو گیا کہ دعوٰی بعثت سے پہلے آپ کا اُمّی ہونا اُن کے نزدیک ایسا مسلّم تھا کہ قرآنی علوم و معارف کو آپ کی اُمیّت مسلّمہ سے تطبیق نہ دے سکتے تھے۔ اسی لئے کہنا پڑتا تھا کہ کوئی دوسرا شخص آپ کو یہ باتیں سکھلا جاتا ہے۔ بلاشبہ آپ سکھلائے ہوئے تھے، لیکن سکھلانیوالا کوئی بشر نہ تھا، وہ رب قدیر تھا جس نے فرمایا "اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ"۔

(۱۷۱) **قرآن کی فصاحت و بلاغت** یعنی اگر قرآن کے علوم خارقہ اور دوسری وجوہ اعجاز کو اپنی غباوت کی وجہ سے تم نہیں سمجھ سکتے تو اس کی زبان کی معجزانہ فصاحت و بلاغت کا ادراک تو کر سکتے ہو۔ جس کے متعلق بار بار چیلنج دیا جا چکا اور اعلان کیا جا چکا ہے کہ تمام جن و انس مل کر بھی اس کلام کا مثل پیش نہ کر سکیں گے پھر جس کا مثل لانے سے عرب کے تمام فصحاء و بلغاء بلا استثناء احدے عاجز و درماندہ ہوں ایک گمنام عجمی بازاری غلام سے کیونکر اُمید کی جا سکتی ہے کہ ایسا کلام معجز تیار کر کے پیش کر دے۔ اگر تمام عرب میں کوئی شخص بالفرض ایسا کلام بنا سکتا تو وہ خود حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوتے۔ مگر قرآن کے سوا آپ کے دوسرے کلام کا ذخیرہ قرآن کے بیان کردہ موضوعات پر موجود ہے، جو باوجود انتہائی فصاحت کے کسی ایک چھوٹی سے چھوٹی سورت قرآنی کی ہمسری نہیں کر سکتا۔

Brought To You By www.e-iqra.info

(۱۷۲) یعنی کھلے دلائل کے باوجود جو شخص یہ ہی دل میں ٹھان لے کہ یقین نہیں کرونگا، خدا تعالیٰ بھی اُس کو مقصد پر پہنچنے کی راہ نہیں دیتا۔ جتنا سمجھایئے کبھی نہ سمجھے گا۔ بداعتقاد آدمی ہدایت سے محروم رہ کر آخر سخت سزا کا مستحق ہوتا ہے۔

(۱۷۳) کاذبین | یعنی آپ کو کہتے ہیں "اِنَّمَآ اَنْتَ مُفْتَرٍ" حالانکہ آپ کی امانت و راستبازی پہلے سے مسلم اور ہر ایک چال ڈھال سے ظاہر تھی۔ کیا جھوٹ بنانے والوں کا چہرہ اور طور وطریق ایسا ہوتا ہے؟ جھوٹ بنانا تو اُن اشقیاء کا شیوہ ہے جو خدا کی باتیں سُن کر اور اُس کے نشانات دیکھ کر بھی یقین نہ کریں۔ اس سے بڑا جھوٹ کیا ہوگا کہ آدمی خدا کی باتوں کو جھوٹا کہے۔

(۱۷۴) مُرتد کون ہے؟ | ایک تو وہ مجرم ہیں جو سیکڑوں دلائل و آیات سُن کر بھی یقین نہ لائیں۔ مگر ان سے بڑھ کر مجرم وہ ہیں جو یقین لانے اور تسلیم کرنے کے بعد شیطانی شبہات و وساوس سے متاثر ہو کر صداقت سے منکر ہو جائیں۔ جیسا کہ عبداللہ بن ابی سرح نے کیا تھا کہ ایمان لانے کے بعد مرتد ہو گیا۔ العیاذ باللہ۔ ایسے لوگوں کی سزا آگے بیان فرمائی ہے۔ درمیان میں "اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ الخ" سے ایک ضروری استثناء کر دیا گیا۔ یعنی اگر کوئی مسلمان صدق دل سے برابر ایمان پر قائم ہے ایک لمحہ کے لئے بھی ایمانی روشنی اور قلبی طمانیت اس کے قلب سے جدا نہیں ہوئی صرف کسی خاص حالت میں بہت ہی سخت دباؤ اور زبردستی سے مجبور ہو کر شدید ترین خوف کے وقت گلو خلاصی کے لئے محض زبان سے منکر ہو جائے یعنی کوئی کلمۂ اسلام کے خلاف نکال دے بشرطیکہ اس وقت بھی قلب میں کوئی تردد نہ ہو۔ بلکہ زبانی لفظ سے سخت کراہیت و نفرت ہو، ایسا شخص مرتد نہیں بلکہ مسلمان ہی سمجھا جائیگا۔ ہاں اس سے بلند مقام وہ ہے کہ آدمی مرنا قبول کرے مگر منہ سے بھی ایسا لفظ نہ نکالے۔ جیسا کہ حضرت بلال، حضرت یاسر، حضرت سمیہ، حضرت خبیب بن زید انصاری اور حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہم وغیرہ کے واقعات تاریخوں میں موجود ہیں۔ بنظر اختصار ہم یہاں درج نہیں کر سکتے ابن کثیر میں دیکھ لئے جائیں۔

(۱۷۵) یعنی ایسے منکروں کو جو حیات دنیا ہی کو کعبۂ مقصود ٹھہرا لیں، کامیابی کا رستہ کہاں ملتا ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "جو کوئی ایمان سے پھرا ہے تو دنیا کی غرض کو، جان کے ڈر سے یا برادری کی خاطر سے یا زر کے لالچ سے جس نے دنیا عزیز رکھی اُس کو آخرت کہاں؟ اگر جان کے ڈر سے لفظ کہے تو چاہئے جب ڈر کا وقت جا چکے پھر توبہ و استغفار کر کے ثابت ہو جائے۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ﴿۱۰۸﴾

یہ وہی ہیں کہ مہر کر دی اللہ نے اُن کے دل پر اور کانوں پر اور آنکھوں پر اور یہی وہیں بیہوش سے ف ۱۷۶

لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۰۹﴾ ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ

خود ظاہر ہے کہ آخرت میں یہی لوگ خراب ہیں ف ۱۷۷ پھر بات یہ ہے کہ تیرا رب اُن لوگوں پر کہ اُنہوں نے وطن چھوڑا ہے بعد

مَا فُتِنُوْا ثُمَّ جٰهَدُوْا وَصَبَرُوْٓا ۙ اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۰﴾ ۧ يَوْمَ تَاْتِىْ كُلُّ

اس کے کہ مصیبت اُٹھائی پھر جہاد کرتے رہے اور قائم رہے بیشک تیرا رب ان باتوں کے بعد بخشنے والا مہربان ہے ف ۱۷۸ جس دن آئیگا ہر

نَفْسٍ تُجَادِلُ عَنْ نَّفْسِهَا وَتُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۱۱۱﴾

جی جواب سوال کرتا اپنی طرف سے ف ۱۷۹ اور پورا ملیگا ہر کسی کو جو اُس نے کمایا اور اُن پر ظلم نہ ہو گا ف ۱۸۰

(۱۷۶) یعنی دنیا طلبی اور ہوا پرستی کے نشہ میں ایسے مست و بیہوش ہیں جن کے ہوش میں آنے کی کوئی اُمید نہیں خدا کی دی ہوئی لے بچلائے گئے۔

Brought To You By www.e-iqra.info

قوتیں انہوں نے سب بیکار کر دیں۔ آخر کانوں سے حق کی آواز سُننے، آنکھوں سے حق کے نشان دیکھنے، اور دلوں سے حق بات سمجھنے اور سوچنے کی توفیق سلب ہو گئی۔ مہر کرنے کا مطلب پہلے سورہ بقرہ وغیرہ میں گذر چکا ہے۔

(۱۷۷) یعنی جو لوگ اپنی بے اعتدالیوں اور غلط کاریوں سے خدا کی بخشی ہوئی قوتیں تباہ کر ڈالیں اور دنیا ہی کو قبلۂ مقصود بنا لیں اُن سے بڑھ کر خراب انجام کس کا ہو گا۔

(۱۷۸) **حضرت عمار کا کلمہ کفر اور توبہ** | مکہ میں بعضے لوگ کافروں کے ظلم سے بچل گئے تھے یا صرف زبانی لفظ کفر کہہ لیا تھا۔ اس کے بعد جب ہجرت کی، جہاد کیا، اور بڑے استقلال و پامردی سے اسلام پر قائم رہے، اتنے کام ایمان کے کئے، وہ تقصیر بخشی گئی اور خدا کی مہربانی مبذول ہوئی۔ ایک بزرگ تھے "عمار" ان کے باپ تھے "یاسر" اور ماں "سُمیہ" دونوں ظلم اٹھاتے مر گئے، پر لفظ کفر نہ کہا، یہ مسلمانوں کا پہلا خون تھا جو خدا کی راہ میں گرا بیٹے (عمار) نے خوف جان سے لفظ کہہ دیا پھر روتے ہوئے حضرت کے پاس آئے۔ تب یہ آیتیں اُتریں رضی اللہ عنہم اجمعین۔

(۱۷۹) یعنی ایک کی طرف سے دوسرا نہ بول سکیگا۔ ماں، باپ، بہن، بھائی، بیوی، اولاد، احباب و اقارب کوئی کام نہ دیگا۔ ہر شخص اپنی فکر میں پڑا ہو گا کہ کس طرح خدا کے عذاب سے مخلصی حاصل کرے۔ طرح طرح کے جھوٹے سچے عذر برأت کے لئے تراشے گا۔ اور جواب و سوال کر کے چاہے گا کہ رستگاری حاصل کر لے۔

(۱۸۰) یعنی نیکی کے ثواب میں کمی نہ ہو گی اور بدی کی سزا استحقاق سے زائد نہ دیجائیگی۔

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً يَّاْتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ

اور بتلائی اللہ نے ایک مثال ایک بستی تھی چین امن سے ف۱۸۱ چلی آتی تھی اس کو روزی فراغت کی ہر جگہ

مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا

سے ف۱۸۲ پھر ناشکری کی اللہ کے احسانوں کی پھر چکھایا اس کو اللہ نے مزہ کہ اُن کی تن کے کپڑے ہو گئے بھوک اور ڈر بدلہ اُس کا جو وہ

يَصْنَعُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْهُمْ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۱۳﴾

کرتے تھے ف۱۸۳ اور اُن کے پاس پہنچ چکا رسول انہی میں کا پھر اُس کو جھٹلایا پھر آ پکڑا اُن کو عذاب نے اور وہ گنہگار تھے ف۱۸۴

فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۪ وَّاشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۱۴﴾

سو کھاؤ جو روزی دی تم کو اللہ نے حلال اور پاک اور شکر کرو اللہ کے احسان کا اگر تم اُسی کو پوجتے ہو ف۱۸۵

اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ

اللہ نے تو یہی حرام کیا ہے تم پر مُردار اور لہو اور سُور کا گوشت اور جس پر نام پکارا اللہ کے سوا کسی اور کا پھر جو کوئی ناچار ہو جائے

غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۵﴾

نہ زور کرتا ہو نہ زیادتی تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے ف۱۸۶

(۱۸۱) **ایک بستی کی مثال** | یعنی نہ باہر سے دشمن کا کھٹکا نہ اندر سے کسی طرح کی فکر و تشویش۔ خوب امن چین سے زندگی گذرتی تھی۔

(۱۸۲) یعنی کھانے کے لئے غلے اور پھل وغیرہ کھنچے چلے آتے تھے، ہر چیز کی افراط تھی، گھر بیٹھے دنیا کی نعمتیں ملتی تھیں۔

Brought To You By www.e-iqra.info

(۱۸۳) اس بستی کے رہنے والوں نے خدا کے انعامات کی قدر نہ پہچانی، دنیا کے مزوں میں پڑ کر ایسے غافل اور بدمست ہوئے کہ منعم حقیقی کا دھیان بھی نہ آیا۔ بلکہ اُس کے مقابلہ میں بغاوت کی ٹھان لی، آخر خدا تعالیٰ نے اُن کی ناشکری اور کفران نعمت کا مزہ چکھایا۔ یعنی امن چین کی جگہ خوف و ہراس نے اور فراخ روزی کی جگہ بھوک اور قحط کی مصیبت نے اُن کو اس طرح گھیر لیا، جیسے کپڑا، پہننے والے کے بدن کو گھیر لیتا ہے ایک دم کو بھوک اور ڈر اُن سے جُدا نہ ہوتا تھا۔

(۱۸۴) ظاہری نعمتوں کے علاوہ جو اوپر مذکور ہوئیں ایک بڑی بھاری باطنی نعمت بھی اُن کو دی گئی تھی، یعنی انہی کی قوم و نسب میں سے ایک رسول بھیجا گیا، جس کا اتباع کر کے وہ خدا کی خوشنودی کے بڑے اُونچے مقامات حاصل کر سکتے تھے۔ انہوں نے اتباع و تصدیق کی جگہ اُس کی تکذیب و مخالفت پر کمر باندھ لی اور اس طرح پستی میں گرتے چلے گئے، آخر قدیم سنّت اللہ کے موافق ظالموں اور گنہگاروں کو عذاب نے آپکڑا پھر کسی کی کوئی تدبیر پیش نہ گئی۔ بعض مفسرین کہتے ہیں کہ ان آیات میں کسی معین بستی کا تذکرہ نہیں۔ محض بطور تمثیل کسی تباہ شدہ بستی کا لاعلی التعیین حوالہ دیکر یا ایک ایسی بستی کا وجود فرض کر کے کفار مکّہ کو آگاہ کیا گیا ہے کہ تم نے ایسا کیا تو تمہارے ساتھ بھی ایسا ہی معاملہ ہو سکتا ہے۔ کفرانِ نعمت اور تکذیب و عداوتِ رسول کی سزا سے بے فکر نہ ہوں۔ بعض علماء کے نزدیک اس مثال میں بستی سے مراد مکہ معظّمہ ہے جہاں ہر قسم کا امن چین تھا اور باوجود وادی غیر ذی زرع ہونے کے طرح طرح کے پھل اور میوے کھنچے چلے آتے تھے۔ ''اَوَلَمْ نُمَكِّنْ لَّهُمْ حَرَمًا اٰمِنًا يُّجْبٰٓى اِلَيْهِ ثَمَرٰتُ كُلِّ شَيْءٍ'' (القصص رکوع ۶) اہل مکہ نے ان نعمتوں کی کچھ قدر نہ جانی، شرک و عصیان، بے حیائی، اور اوہام پرستی میں منہمک ہو گئے، پھر خدا تعالیٰ نے سب سے بڑی نعمت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت میں بھیجی، اُس کے انکار و تکذیب میں کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھا۔ ''اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا وَّاَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ'' (ابراہیم رکوع ۵) آخر خدا تعالیٰ نے امن و اطمینان کے بجائے مسلمان مجاہدین کا خوف اور فراخ روزی کی جگہ سات سال کا قحط اُن پر مسلط کر دیا۔ جس میں کُتّے اور مُردار تک کھانے کی نوبت آ گئی۔ پھر ''بدر'' کے معرکہ میں غازیان اسلام کے ہاتھوں خدا کا عذاب اُن پر ٹوٹ پڑا۔ اِدھر تو یہ ہوا دوسری طرف جو لوگ ان ظالموں کے جور و ستم سے تنگ آکر گھر بار چھوڑ بھاگے تھے اُن کو خدا نے بہتر ٹھکانا دیا۔ دشمنوں کے خوف سے مامون و مصئون بنایا، روزی کے دروازے کھول دیے، زبردست دشمنوں پر فتح عنایت کی، بلکہ اقلیموں کا بادشاہ اور نقیبوں کا امام بنا دیا۔ شاید اسی لئے ان آیات میں مکہ والوں کا حال سنا کر اگلی آیت ''فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ'' الخ میں مسلمانوں کو خطاب فرمایا ہے کہ تم اس قسم کی حرکات سے بچتے رہنا جن کی بدولت مکّہ والوں پر مصیبت ٹوٹی۔

(۱۸۵) **اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرو** یعنی جس کو خدا کی پرستش کا دعویٰ ہو، اُسے لائق ہے کہ خدا کی دی ہوئی حلال و طیب روزی سے تمتع کرے اور اُس کا احسان مان کر شکر گذار بندہ بنے۔ حلال کو حرام نہ سمجھے اور نعمتوں سے منتفع ہوتے وقت منعم حقیقی کو نہ بھولے۔ بلکہ اُس پر اور اُس کے بھیجے ہوئے پیغمبروں پر ایمان لائے۔ اور اسی کے احکام و ہدایات کی پابندی کرے۔

(۱۸۶) **حرام چیزوں کا بیان** اس آیت کی تفسیر سورۂ ''بقرہ'' اور ''انعام'' وغیرہ میں گذر چکی وہاں دیکھ لیجائے، یہاں غرض یہ ہے کہ جس طرح پہلی آیت میں اشارہ تھا کہ حلال کو اپنے اوپر حرام نہ کرے، اس آیت میں تنبیہ کی گئی کہ حرام چیزوں کو حلال نہ ٹھہرائے۔ خلاصہ یہ کہ کسی چیز کو حلال یا حرام ٹھہرانا اسی کا حق ہے۔ جس نے یہ چیزیں پیدا کی ہیں۔ چنانچہ آئندہ آیات میں نہایت وضاحت سے یہ مضمون بیان ہوا ہے

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى

اور مت کہو اپنی زبانوں کے جھوٹ بنا لینے سے کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے کہ اللہ پر

اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ﴿۱۱۶﴾ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ

بہتان باندھو ۱۸۷ بیشک جو بہتان باندھتے ہیں اللہ پر ان کا بھلا نہ ہو گا تھوڑا سا فائدہ اٹھا لیں

Brought To You By www.e-iqra.info

وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۱۷﴾ وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا مَا قَصَصْنَا عَلَيْكَ مِنْ

اور اُن کے واسطے عذاب دردناک ہے ف۱۸۸ اور جو لوگ یہودی ہیں اُن پر ہم نے حرام کیا تھا جو تجھ کو پہلے سُنا چکے

قَبْلُ ۚ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۱۸﴾ ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ عَمِلُوا

اور ہم نے اُن پر ظلم نہیں کیا پر وہ اپنے اوپر آپ ظلم کرتے تھے ف۱۸۹ پھر بات یہ ہے کہ تیرا رب اُن لوگوں پر جنہوں نے

السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْٓا ۙ اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ

بُرائی کی نادانی سے ف۱۹۰ پھر توبہ کی اُس کے پیچھے اور سنوارا اپنے کام کو سو تیرا رب ان باتوں کے پیچھے بخشنے والا مہربان ہے

رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۹﴾ ۧ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيْفًا ۭ وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۲۰﴾ شَاكِرًا

ف۱۹۱ اصل میں تو ابراہیم تھا راہ ڈالنے والا فرمانبردار اللہ کا سب سے ایک طرف ہو کر اور نہ تھا شرک والوں میں ف۱۹۲ حق ماننے والا اُس کے

لِّاَنْعُمِهٖ ۭ اِجْتَبٰىهُ وَهَدٰىهُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۲۱﴾ وَاٰتَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ۭ وَاِنَّهٗ فِي

احسانوں کا ف۱۹۳ اُس کو اللہ نے چن لیا اور چلایا سیدھی راہ پر ف۱۹۴ اور دی ہم نے دنیا میں اُس کو خوبی ف۱۹۵ اور وہ

الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۲۲﴾ ۭ ثُمَّ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۭ وَمَا

آخرت میں اچھے لوگوں میں ہے ف۱۹۶ پھر حکم بھیجا ہم نے تجھ کو کہ چل دین ابراہیم پر جو ایک طرف کا تھا اور نہ تھا

كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۲۳﴾ اِنَّمَا جُعِلَ السَّبْتُ عَلَى الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ۭ وَاِنَّ رَبَّكَ لَيَحْكُمُ

وہ شرک والوں میں ف۱۹۷ ہفتہ کا دن جو مقرر کیا سو اُنہی پر جو اُس میں اختلاف کرتے تھے اور تیرا رب حکم کرے گا

بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۲۴﴾

اُن میں قیامت کے دن جس بات میں اختلاف کرتے تھے ف۱۹۸

(۱۸۷) **اپنی رائے سے حلال اور حرام نہ ٹھہراؤ** یعنی بدون کسی مستند شرعی کے کسی چیز کے متعلق منہ اُٹھا کہہ دینا کہ حلال ہے یا حرام بڑی سخت جسارت اور کذب و افتراء ہے۔ حلال و حرام تو وہ ہی ہو سکتا ہے جسے خدا تعالیٰ نے حلال یا حرام کہا ہو۔ اگر کوئی شخص محض اپنی رائے سے کسی چیز کو حلال یا حرام ٹھہراتا ہے اور خدا کی طرف اس کی نسبت کرتا ہے، جیسے مشرکین مکہ کرتے تھے، جس کا ذکر سورہ "انعام" میں گذر چکا وہ فی الحقیقت خدا پر بہتان باندھتا ہے۔ مسلمانوں کو ہدایت کی گئی کہ کبھی ایسا رویہ اختیار نہ کریں جس چیز کو خدا نے حلال کیا حلال اور جس کو حرام کیا حرام سمجھیں۔ بدون ماخذ شرعی کے حِلّت و حرمت کا حکم نہ لگائیں۔

(۱۸۸) یعنی مشرکین مکہ جو حضورؐ کو معاذ اللہ مفتری کہتے تھے یاد رکھیں کہ وہ خود مفتری ہیں۔ ازراہ کذب و افتراء جس چیز کو چاہیں حلال یا حرام کہہ کر خدا کی طرف منسوب کر دیتے ہیں اُن کو عنقریب معلوم ہو جائیگا کہ یہ روش اختیار کر کے کسی بھلائی[1] کو نہیں پہنچ سکتے۔ تھوڑے دن اور دنیا کا مزہ اڑا لیں، پھر دائمی جیلخانہ تیار ہے۔

(۱۸۹) **اشیاء کی تحریم میں حکمت ہے** سورہ "انعام" آیت "وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِيْ ظُفُرٍ ۚ وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُوْمَهُمَآ الخ" کے فوائد میں اس کا بیان گذر چکا، ملاحظہ کر لیا جائے۔ یہاں مقصد یہ ہے کہ جو چیز خدا تعالیٰ نے سب

[1] کچھ [2] لازم۔

کے لئے یا کسی خاص قوم کے لئے معین وقت تک حرام کی ہے، عین حکمت ہے۔ کسی بشر کو حق نہیں کہ اُس میں تصرف کر کے حرام کو حلال یا حلال کو حرام بنائے۔

(۱۹۰) **نافرمانی بے عقلی ہے** مثلاً حرام کو حلال یا حلال کو حرام بنایا "نادانی سے" اس لئے فرمایا کہ خدا کی جو نافرمانی اور گناہ آدمی کرتا ہے خواہ جان بوجھ کر کرے، وہ فی الحقیقت نادان اور بے عقل بن کر کرتا ہے۔ اگر ذرا عقل سے کام لے اور گناہ کے بدنتائج کا تصور کرے تو ہرگز معصیت پر اقدام نہیں کر سکتا۔ سورہ "نساء" آیہ "اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ" الخ کے تحت میں جو اس کے متعلق لکھا گیا ہے اُسے بھی ایک مرتبہ ملاحظہ کر لیا جائے۔

(۱۹۱) یعنی کفریات سے توبہ کر کے مسلمان ہو جانے اور آئندہ کے لئے اپنی حالت درست کر لینے پر حق تعالیٰ تمام گذشتہ گناہ معاف فرما دیتا ہے خواہ کتنے ہی سخت کیوں نہ ہوں۔

باز آ باز آ ہر آنچہ کردی باز آ گر کافر و گبر و بت پرستی باز آ

ایں درگہ ما درگہ نومیدی نیست صد بار اگر توبہ شکستی باز آ

(۱۹۲) **حضرت ابراہیمؑ کا طریقہ** مشرکین عرب کی مشرکیات کا رد کر کے امام الموحدین ابوالانبیاء حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا طریقہ یاد دلاتے ہیں کیونکہ عرب کے لوگ اُن کی نسل سے تھے اور دین ابراہیمی پر ہونے کا دعویٰ رکھتے تھے۔ حالانکہ ملت ابراہیمی سے انہیں دور کی نسبت بھی نہ رہی تھی۔ انہیں بتلایا گیا کہ ابراہیم علیہ السلام موحدین کے امام نیکی کے معلم، تمام دنیا کے مشرکین کے مقابلہ میں تن تنہا ایک اُمت عظیمہ کے برابر تھے جن کی ذاتِ واحد میں حق تعالیٰ نے وہ سب خوبیاں اور کمالات جمع کر دیے تھے جو کسی بڑے مجمع میں متفرق طور پر پائے جاتے ہیں ؎ لَيْسَ عَلَى اللّٰهِ بِمُسْتَنْكَرٍ ٭ اَنْ يَّجْمَعَ الْعَالَمَ فِيْ وَاحِدٍ۔ ابراہیم خدا کا کامل مطیع و فرمانبردار بندہ تھا جو ہر طرف سے ٹوٹ کر ایک خدا کا ہو رہا تھا۔ ممکن نہ تھا کہ بدون حکم الٰہی کسی چیز کو محض اپنی طرف سے حلال یا حرام ٹھہرا دے وہ خود تو معاذ اللہ شرک کا ارتکاب کہاں کر سکتا۔ مشرکین کی جماعت اور بستی میں رہنا بھی گوارا نہیں کرتا تھا۔ پھر جو لوگ آپ کو "حنیف" کہتے اور دین ابراہیمی پر بتاتے ہیں۔ انہیں شرم کرنی چاہئے کہ خدا پر افتراء باندھ کر حلال کو حرام یا حرام کو حلال کہنا اور شرک کی حمایت میں پیغمبروں سے لڑنا۔ کیا ایک "حنیف" اور ابراہیمی کی شان ہو سکتی ہے؟ یاد رکھو احلال و حرام کے بیان اور اصول دین میں اصل ملت ابراہیمی ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُسی ملت کی اقامت و اشاعت اور بسط و تفصیل کے لئے تشریف لائے ہیں اگر اصلی دین ابراہیمؑ پر چلنا چاہو تو آپ کا طریقہ اختیار کرو۔

(۱۹۳) **حضرت ابراہیمؑ شاکر تھے** یعنی ابراہیمؑ خدا کا شکر گذار بندہ تھا۔ تم سخت ناسپاس اور کفران نعمت کرنے والے ہو جیسا کہ "ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً" الخ کے فوائد میں لکھا جا چکا ہے۔ پھر اُس کی راہ پر کیونکر ہوئے۔

(۱۹۴) یعنی توحید کامل اور تسلیم و رضا کی سیدھی راہ پر چلایا۔

(۱۹۵) **حضرت ابراہیمؑ پر دنیا اور آخرت کے انعامات** یعنی نبوت، فراخ روزی، اولاد، اور وجاہت و مقبولیت عامہ، کہ تمام اہل ادیان بالاتفاق اُن کی تعظیم کرتے ہیں۔ اور ہر فرقہ چاہتا ہے کہ اپنا سلسلہ ابراہیم علیہ السلام سے ملائے۔

(۱۹۶) یعنی اُس نے اپنے حق میں جو دعا کی تھی "وَاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ" قبول ہوئی، بیشک وہ آخرت میں صالحین کے اعلیٰ طبقہ میں شامل ہونگے جو انبیاء علیہم السلام کا طبقہ ہے۔

(۱۹۷) اس کا بیان سورہ "انعام" آیت "دِيْنًا قِيَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ" کے تحت میں گذر چکا۔ وہاں ملاحظہ کیا جائے۔

Brought To You By www.e-iqra.info

مقصد یہ ہے کہ حلال و حرام اور دین کی باتوں میں اصل ملّتِ ابراہیم ہے۔ درمیان میں یہود و نصاریٰ کو اُن کے حالات کے مناسب بعض مخصوص احکام دیے گئے۔ آخر آپ کو خاتم الانبیاء بنا کر بھیجا، تا اصل ملّت ابراہیمی کو جو غفلت اور تحریف و تصرّف بیجا کی دستبرد سے ضائع ہو چکی تھی، از سرِ نو زندہ اور روشن کیا جائے، اور شرک کی تمام رگیں کاٹ دی جائیں۔ حدیث میں ہے۔ "بُعِثْتُ بِالْحَنِیْفِیَّۃِ السَّمْحَۃِ الْبَیْضَاءِ" اس کی پوری شرح و تفصیل حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے "حجۃ اللہ البالغہ" میں کی ہے جو قابل دید ہے۔

(۱۹۸) **یوم سبت کا حکم** یعنی اصل ملتِ ابراہیمی میں ہفتہ کا حکم نہ تھا، اس اُمّت پر بھی نہیں ہے۔ البتہ درمیان میں "یہود" نے اپنے پیغمبر موسیٰ علیہ السلام کے ارشاد سے اختلاف کر کے جب اپنے لئے یہ دن انتخاب کیا تو حکم ہوا کہ اچھا اسی کی تعظیم کرو اور مچھلی کا شکار اس روز مت کرو، یہ حکم کسی نے مانا کسی نے نہ مانا۔ نہ ماننے والے دنیا میں بندر اور سور بنائے گئے۔ اور آخرت میں جو فیصلہ ہوگا وہ الگ رہا۔ ایک اسی پر کیا منحصر ہے وہاں تو سارے اختلافات اور جھگڑے چکا دیے جائیں گے۔ مثلاً حضرت ابراہیم کی نسبت کوئی "یہودی" بتلاتا تھا کوئی "نصرانی" حالانکہ حق تعالیٰ نے آگاہ کر دیا کہ وہ "حنیف مسلم" تھے۔ بہرحال آخرت میں سب اختلافات کا فیصلہ ہو جائیگا۔ اور ہر شخص آنکھوں سے دیکھ لیگا کہ کون غلطی پر تھا کون راستی پر۔

اُدْعُ اِلٰى سَبِیْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ ؕ

بلا اپنے رب کی راہ پر پکی باتیں سمجھا کر اور نصیحت سنا کر بھلی طرح اور الزام دے ان کو جس طرح بہتر ہو ف۱۹۹

اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِیْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِیْنَ ﴿۱۲۵﴾ وَاِنْ عَاقَبْتُمْ

تیرا رب ہی بہتر جانتا ہے اُن کو جو بھول گیا اُس کی راہ اور وہی بہتر جانتا ہے اُن کو جو راہ پر ہیں ف۲۰۰ اور اگر بدلہ لو

فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ ؕ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَیْرٌ لِّلصّٰبِرِیْنَ ﴿۱۲۶﴾ وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا

تو بدلہ لو اسی قدر جس قدر کہ تمکو تکلیف پہنچائی جائے[۱] اور اگر صبر کرو تو یہ بہتر ہے صبر والوں کو ف اور تو صبر کر اور تجھ سے صبر ہو سکے اللہ

بِاللّٰهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَیْهِمْ وَلَا تَكُ فِیْ ضَیْقٍ مِّمَّا یَمْكُرُوْنَ ﴿۱۲۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا

ہی کی مدد سے اور اُن پر غم نہ کھا اور تنگ مت ہو اُن کے فریب سے ف۲۰۲ اللہ ساتھ ہے اُن کے جو پرہیزگار ہیں

وَّالَّذِیْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ ﴿۱۲۸﴾

اور جو نیکی کرتے ہیں ف۲۰۳

(۱۹۹) **دعوت کے بنیادی اصول** اوپر کی آیتوں میں مخاطبین کو آگاہ کرنا تھا کہ یہ پیغمبر اصل ملت ابراہیمی لے کر آئے ہیں۔ اگر کامیابی چاہتے ہو اور "حنیف" ہونے کے دعوے میں سچے ہو تو اس راستہ پر چل پڑو۔ اُدْعُ اِلٰى سَبِیْلِ رَبِّكَ الخ سے خود پیغمبر علیہ السلام کو تعلیم دی جا رہی ہے کہ لوگوں کو راستہ پر کس طرح لانا چاہئے، اس کے تین طریقے بتلائے۔ حکمت، موعظت حسنہ، جدال بالتی ہی احسن۔ "حکمت" سے مراد یہ ہے کہ نہایت پختہ اور اٹل مضامین مضبوط دلائل و براہین کی روشنی میں حکیمانہ انداز سے پیش کئے جائیں جن کو سن کر فہم و ادراک اور علمی ذوق رکھنے والا طبقہ گردن جھکا سکے۔ دنیا کے خیالی فلسفے اُن کے سامنے ماند پڑ جائیں اور کسی قسم کی علمی و دماغی ترقیات وحی الٰہی کی بیان کردہ حقائق کا ایک شوشہ تبدیل نہ کر سکیں۔ "موعظت حسنہ" موثر اور رقت انگیز نصیحتوں سے عبارت ہے جن

۱ بچلا ۲ پہنچے ۳ خفا۔

Brought To You By www.e-iqra.info

میں نرم خوئی اور دلسوزی کی روح بھری ہو۔ اخلاص۔ ہمدردی اور شفقت و حسن اخلاق سے خوبصورت اور معتدل پیرایہ میں جو نصیحت کی جاتی ہے، بسا اوقات پتھر کے دل بھی موم ہو جاتے ہیں، مردوں میں جانیں پڑ جاتی ہیں، ایک مایوس و شر مردہ قوم جھرجھری لے کر کھڑی ہو جاتی ہے، لوگ ترغیب و ترہیب کے مضامین سن کر منزل مقصود کی طرف بیتابانہ دوڑنے لگتے ہیں اور بالخصوص جو زیادہ عالی دماغ اور ذکی و فہیم نہیں ہوتے مگر طلب حق کی چنگاری سینے میں رکھتے ہیں، اُن میں مؤثر وعظ و پند سے عمل کی ایسی اسٹیم بھری جا سکتی ہے جو بڑی اونچی عالمانہ تحقیقات کے ذریعہ سے ممکن نہیں۔ ہاں دنیا میں ہمیشہ سے ایک ایسی جماعت بھی موجود رہا کی ہے جن کا کام ہر چیز میں الجھنا اور بات بات میں حجتیں نکالنا اور کج بحثی کرنا ہے یہ لوگ نہ حکمت کی باتیں قبول کرتے ہیں۔ نہ وعظ و نصیحت سنتے ہیں۔ بلکہ چاہتے ہیں کہ ہر مسئلہ میں بحث و مناظرہ کا بازار گرم ہو بعض اوقات اہل فہم و انصاف اور طالبین حق کو بھی شبہات گھیر لیتے ہیں اور بدون بحث کے تسلی نہیں ہوتی اس لئے وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ فرما دیا کہ اگر ایسا موقع پیش آئے تو بہترین طریقہ سے تہذیب، شایستگی، حق شناسی اور انصاف کے ساتھ بحث کرو اپنے حریف مقابل کو الزام دو تو بہترین اسلوب سے دو۔ خواہی نخواہی دل آزار اور جگر خراش باتیں مت کرو۔ جن سے قضیہ بڑھے اور معاملہ طول کھینچے، مقصود تفہیم اور احقاق حق ہونا چاہئے۔ خشونت، بداخلاقی، سخن پروری اور ہٹ دھرمی سے کچھ نتیجہ نہیں۔

(۲۰۰) یعنی طریق دعوت و تبلیغ میں تم کو خدا کے بتائے ہوئے راستہ پر چلنا چاہئے۔ اس فکر میں پڑنے کی ضرورت نہیں کہ کس نے مانا کس نے نہیں مانا۔ نتیجہ کو خدا کے سپرد کرو۔ وہ ہی راہ پر آنے والوں اور نہ آنے والوں کے حالات کو بہتر جانتا ہے جیسا مناسب ہوگا اُن سے معاملہ کریگا۔

(۲۰۱) **انتقام اور صبر** یعنی دعوت و تبلیغ کی راہ میں اگر تم کو سختیاں اور تکلیفیں پہنچائی جائیں تو قدرت حاصل ہونے کے وقت برابر کا بدلہ لے سکتے ہو، اجازت ہے، لیکن صبر کا مقام اس سے بلند تر ہے۔ اگر صبر کرو گے تو اس کا نتیجہ تمہارے حق میں اور دیکھنے والوں کے بلکہ خود زیادتی کرنے والوں کے حق میں بہتر ہوگا۔

(۲۰۲) یعنی مظالم و شدائد پر صبر کرنا، سہل کام نہیں۔ خدا ہی مدد فرمائے تو ہو سکتا ہے کہ آدمی ظلم سہتا رہے اور اُف نہ کرے۔

(۲۰۳) **اللہ متقین کے ساتھ ہے** یعنی انسان جس قدر خدا سے ڈر کر تقویٰ، پرہیزگاری اور نیکی اختیار کرے گا، اسی قدر خدا کی امداد و اعانت اس کے ساتھ ہوگی۔ سو ایسے لوگوں کو کفار کے مکر و فریب سے تنگ دل اور غمگین ہونے کی کوئی وجہ نہیں حق تعالیٰ اس عاجز ضعیف کو بھی متقین و محسنین کے ساتھ اپنے فضل و رحمت سے محشور فرمائے۔ تم سورۃ النحل بعونہ و توفیقہ وللہ الحمد۔

Brought To You By www.e-iqra.info